اخبارِ احمدیہ

قادیان ۲۵ فروری - سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ ۲۴ فروری بوقت ۹ بجے صبح کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کو کل دوپہر کے بعد بے چینی کی تکلیف زیادہ رہی رات کو بھی بے چینی رہی

احباب جماعت خاص توجہ اور التزام کیساتھ دعائیں کرتے رہیں کہ مولا کریم اپنے فضل سے حضور کو صحت کاملہ عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین۔

قادیان ۲۵ فروری: محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت پہلے کی نسبت بفضلہ تعالیٰ بہتر ہے۔ مفصل رپورٹ اندر ملاحظہ ہو۔ صاحبزادیاں بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ حضرت بیگم صاحبہ کو زکام اور ناک کی بندش کی تکلیف چل رہی ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضرت سیدہ موصوفہ کی اس تکلیف کو جلد دور فرمائے اور صحت و سلامتی کی لمبی عمر عطا فرمائے اور گھر کی مسرتوں سے مالا مال فرمائے۔ آمین۔

قادیان ۲۵ فروری: آج گیارہ بجے کی گاڑی سے مقامی طور پر قادیان سے دو درویش بھائی مکرم مرزا عبد اللطیف صاحب اور مکرم میاں خدا بخش صاحب حج بیت اللہ کے لئے روانہ ہو رہے ہیں۔ آج بعد نماز عشاء مسجد مبارک میں الوداعی تقریب میں اجتماعی دعا ہوگی احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے سفر کو ہر طرح بابرکت بنائے اور سفر و حضر میں ہر طرح حافظ و ناصر ہو۔ آمین۔

یومِ مصلح موعودؓ کی مبارک تقریب پر

لجنہ اماء اللہ قادیان کا کامیاب جلسہ

پیشگوئی مصلح موعودؓ کے مختلف پہلوؤں پر ایمان افروز تقاریر اور اجتماعی دعا

قادیان ۲۰ فروری ۱۹۶۴ء بروز جمعرات نصرت گرلز سکول کے صحن میں لجنہ اماء اللہ قادیان کے زیر اہتمام جلسہ مصلح موعودؓ کی مبارک تقریب منعقد ہوئی جس میں سوائے ان بہنوں کے جو بعض رخصتیں یا قادیان سے باہر تھیں باقی جملہ ممبرات لجنہ اماء اللہ قادیان نے شرکت کی۔ اور جلسے کی کارروائی کو جس میں پیشگوئی مصلح موعود کے مختلف پہلوؤں پر تقاریر کرنے والی بہنوں نے روشنی ڈالی سنا اور حظ اٹھایا ماشاء اللہ

جلسہ کی کارروائی زیر صدارت صدر لجنہ اماء اللہ قادیان ٹھیک دو بجے بعد دوپہر شروع ہوئی۔ تلاوت قرآن مجید عزیزہ نیر روزہ بیگم صاحبہ نے کی۔ بعد ازاں ناصرات الاحمدیہ کی ممبرات لڑکیوں نے مل کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وہ نظم جس میں حضور نے اپنی اولاد سے متعلق دعائیہ اشعار کہے ہیں۔ "درثمین" سے پڑھی۔ اس کے بعد صدر صاحبہ نے جلسہ کی غرض و غایت بیان کرتے ہوئے پیشگوئی کے پس منظر پر روشنی ڈالی اور بتایا کہ ۱۸۸۶ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک اشتہار شائع کیا۔ جس کو دنیا کے مختلف ممالک میں بھیجتے ہوئے لکھا کہ جو کوئی اسلام اور

قرآن کی صداقت کے متعلق نشان نمائی کا خواہشمند ہو وہ میرے پاس آکر رہے اللہ تعالیٰ ایک سال کے اندر اندر نشان ظاہر فرمائے گا۔ اس پر قادیان اور باہر کے بعض ہندوؤں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے درخواست کی کہ جس صورت میں آپ باہر کے ملکوں کو تو اسلام اور قرآن مجید کی صداقت کی نشان نمائی کی دعوت دے رہے ہیں ہم لوگ جو آپ کے پاس ہیں۔ ان سے زیادہ حقدار ہیں ہمیں نشان دکھایا جائے۔ چنانچہ طرفین کی طرف سے باقاعدہ ایک تحریر کے تحت اس بات کو ریکارڈ کر لیا گیا اور طے پایا کہ نشان نمائی کا موعودہ سال مارچ ۱۸۸۵ء سے مارچ ۱۸۸۶ء ہے۔ اس دوران میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدا تعالیٰ کی منشاء کے مطابق ہوشیارپور میں جا کر چالیس یوم چلہ کشی کی اور خدا تعالیٰ کے حضور خشوع و خضوع سے دعائیں کیں جس کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ نے آپ کو اسلام اور قرآن کی صداقت کے لئے موعود لڑکا عطا کئے جانے کی پیشگوئی بطور نشان نمائی عطا کی۔

محترمہ صدر صاحبہ نے اپنی تقریر کو جاری رکھتے ہوئے بتایا کہ مصلح موعود کے متعلق صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہی نہیں بلکہ آنحضرت

صلے اللہ علیہ وسلم اور [illegible] نے بھی پیشگوئیاں [illegible] تھیں۔ اور آج کا جلسہ پیشگوئی [illegible] مصلح موعود کے مختلف پہلوؤں [illegible] کے لئے ہی منعقد ہو رہا ہے۔

اس کے بعد [illegible] صاحبہ نے پیشگوئی مصلح موعود [illegible] پڑھ کر سنایا اور پیشگوئی کے الفاظ "تین کو چار کرنے والا" [illegible] اس کا ظہور بہت مبارک اور جلالِ الٰہی ہوگا۔ خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا" کی وضاحت کی اور پھر بتایا کہ مصلح موعود کی پیدائش خدا کے وعدہ کے [illegible] نو سال کے اندر اندر ہوئی اور [illegible] موجودہ امام ہی اس پیشگوئی کے [illegible] ہیں۔ اس کے بعد محترمہ خورشید بیگم صاحبہ نے زیر عنوان "زندہ خدا کا زندہ نشان پیشگوئی مصلح موعود" پر تقریر کی۔ جس میں آپ نے انسان کے پاک ہونے اور خدا تعالیٰ سے ہمکلام ہونے کی تشریح کی۔ اور زندہ خدا کی ہستی کا ثبوت دیتے ہوئے ثابت کیا کہ خدا تعالیٰ ایک زندہ خدا ہے۔ اور پھر پیشگوئی کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔ مثلاً "فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔ قربت اور رحمت کا نشان تجھ کو دیا جاتا ہے"۔ "مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا"۔

پیشگوئی کے ان حصوں کی وضاحت کرتے ہوئے انہوں نے بتایا کہ کس طرح یہ پیشگوئی لفظ بلفظ پوری ہو رہی ہے۔ اپنی تقریر کے آخر میں آپ نے بتایا کہ جب غیر معمولی حالات میں جماعت احمدیہ کو اپنا دائمی مرکز چھوڑنا پڑا تو آپ کے ہاتھوں خدا تعالیٰ نے ایک دوسرے ویسے ہی مرکز میں جماعت احمدیہ کو اکٹھا کر دیا۔ احمدیت کے دوسرے مرکز ربوہ کا بسایا جانا اپنی ذات میں ایک الگ معجزہ اور مصلح موعود کی صداقت کی ایک واضح دلیل ہے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ اپنی روحانی ہمت اور توجہ سے خدا تعالیٰ نے جماعت کے دائمی مرکز قادیان کو بھی غیر معمولی حالات میں بھی احمدیت سے آباد رکھوایا۔ ہمارے مقدس آقا نے خدا تعالیٰ سے اشارہ پاکر فرمایا کہ پاکستان سے ہجرت کر کے جانے والے غیر مسلموں کو اپنا مہمان سمجھو اور ان کے ساتھ حسن سلوک کرو اور ہمیشہ حکومتِ وقت کی اطاعت کرو وغیرہ وغیرہ۔

اس کے بعد عزیزہ جمیلہ نے حضرت قاضی اکمل صاحب کی نظم ؎

"سن چھیاسی فروری کی بیس ہم کو یاد ہے"

پڑھ کر سنائی۔ بعد ازاں محترمہ جلیلہ بشریٰ صاحبہ نے تقریر کی جس کا عنوان تھا "ہم اپنی روح اس میں ڈالیں گے" اور "خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا"۔ آپ نے پیشگوئی کے اس حصے کی وضاحت کی اور پسر موعود کی ذات میں پائی جانے والی مخصوص علامات کا بھی ذکر کیا اور بتایا کہ خدا تعالیٰ نے حضرت مصلح موعود کو عین عالم شباب میں الہام کے شرف سے مشرف فرمایا۔ اور پھر عظیم الشان بشارت دیئے جانے کا ذکر کیا۔ اور ان الہامات کا بھی ذکر کیا جن کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے مختلف اوقات میں آپ کو رؤیا اور کشوف کے

(باقی صفحہ ۳ پر)

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر پبلشر نے رانا آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

دعا۔ دعا اور پھر دعا

محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب

جلسہ سالانہ ۱۹۶۴ء کے بعد ماہ جنوری ۱۹۶۵ء کے شروع میں حضرت اقدس امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز المصلح الموعود کو انفلوئنزا کا سخت حملہ ہوا۔ اور حضور کئی روز بیمار رہے۔ پھر انفلوئنزا کے بعد کی کمزوری کافی حد تک چلتی رہی اور اب دو روز سے پھر حضور کو نزلہ وغیرہ کی دوبارہ تکلیف شروع ہے عام کمزوری بھی بہت ہو گئی ہے جو فکر کا باعث ہے نیز کچھ عرصہ سے بعض دوستوں کو کچھ منذر خوابیں بھی آئی ہیں جو مزید تشویش کا باعث ہیں۔

پس میں ہر مخلص احمدی سے نہایت درد بھرے دل کے ساتھ درخواست کرتا ہوں کہ آجکل بنہایت عجز و انکسار کے ساتھ اور بہت التزام کے ساتھ حضرت اقدس کی کامل شفایابی اور حضور کی زندگی میں بہت برکت کیلئے دعائیں کریں اور ان ایام میں حضور کی لمبی زندگی کیلئے حسب توفیق زیادہ سے زیادہ صدقہ و خیرات دینے کا انتظام کریں۔ حضرت امیر المومنین کا وجود جماعت کے لئے بہت بابرکت اور رحمتوں کا وجود ہے جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے مصلح موعود والی پیشگوئی میں الہاماً فرمایا۔ پس اگرچہ حضور طبعی تقاضوں کے تحت کچھ عرصہ سے بیمار اور صاحب فراش ہیں مگر حضور کی زندگی جماعت کیلئے بہت خیر و برکت اور رسایت تعویذ کا حکم رکھتی ہے۔ ان حالات میں جماعت کے ہر مخلص احمدی کا فرض ہے کہ وہ ہر وقت حضور کی شفایابی اور درازی عمر کیلئے نہایت تضرع کے ساتھ دعاؤں میں لگا رہے اور جماعتیں اپنے اپنے مقام پر اجتماعی دعاؤں اور صدقات کا بھی خاص انتظام کریں نیز توبہ و استغفار اور درود شریف اور تسبیح و تحمید کو حرز جان بنائیں تا ہمارا آسمانی آقا ہماری تضرعات کو قبول فرمائے اور ہمارے پیارے امام کو صحت اور لمبی زندگی عطا فرمائے۔ آمین اللھم آمین۔

احباب جماعت کو یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ ہمارا یہ ایمان ہے کہ دعا اور صدقہ و خیرات سے بلائیں ٹل سکتی ہیں۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"خدا تعالیٰ نے انسان کے قضاء و قدر کو مشروط رکھا ہے جو توبہ خشوع خضوع سے ٹل سکتی ہیں۔"

پھر فرماتے ہیں:۔

"حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ جب صبر اور صدق سے دعا انتہا کو پہنچے تو وہ قبول ہو جاتی ہے۔ دعا اور صدقہ اور خیرات سے عذاب الٰہی کا ٹلنا ثابت شدہ صداقت ہے جس پر ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی کا اتفاق ہے۔" (ملفوظات جلد اول صفحہ ۱۵۸)

اگر حضرت یونس علیہ السلام کی قوم جو کافر تھی اور جس نے آپ کا انکار کیا اگر پھر عذاب کی پیشگوئی دیکھ کر ساری کی ساری قوم اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ استغفار کرتے ہوئے گر گئی اور ان کا عذاب ٹل گیا۔ تو ہم جو زمانہ کے امام پر ایمان لائے ہیں اگر اسی طرح گریہ و زاری کرتے ہوئے اپنے آسمانی آقا کے حضور سجدہ ریز ہونگے تو کیا وہ اپنے فضل اور رحم کے ساتھ ہماری طرف رجوع نہیں کریگا۔ اور ہمارے پیارے امام کو شفا اور لمبی زندگی عطا نہیں کریگا۔ ضرور کرے گا اور یقیناً کریگا ہمیں صرف تضرع اور خشوع و خضوع کے ساتھ انفرادی طور پر اور اجتماعی طور پر اسکے حضور گر جانا چاہیئے۔

پس احباب جماعت اس عاجز کی یہ درخواست پڑھیں اور پھر پڑھیں اور دعائیں کریں اور دعائیں کریں اور پھر دعائیں کریں اور صدقات و خیرات دیں تا ہمارا قادر و توانا خدا اپنے فضل و رحم کے ساتھ ہماری طرف رجوع کرے اور ہمارے محسن امام کو جس نے اپنی تمام عمر دین اسلام کی سربلندی اور جماعت کی بہبودی اور افراد کی بہتری کے لئے دعاؤں اور کوششوں میں گزاری کامل شفاء اور بے حد لمبی زندگی عطا فرمائے۔ آمین اللھم آمین۔

قوم احمد جاگ تو بھی جاگ اس کے واسطے
ان گنت راتیں جو تیرے درد میں سویا نہیں

بسم اللہ الکافی بسم اللہ الشافی۔ بسم اللہ الغفور الرحیم بسم اللہ البر الکریم۔ یا حفیظ یا عزیز یا رفیق یا ولی اشف امامنا شفاءً کاملاً عاجلاً ومتعہ بطول حیاتہ۔

شکریہ احباب و درخواست دعا

بہت سے احباب اور جماعتوں کی طرف سے تاروں اور خطوط کے ذریعہ سے میری صحت کے بارہ میں دریافت کیا گیا ہے میں ان تمام احباب کی ہمدردی اور خلوص کے ساتھ بیمار پرسی کے لئے نیز تمام بھائیوں اور بہنوں کی دعاؤں کیلئے ان کا ممنون ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو جزائے خیر بخشے۔ آمین۔

میں اس اعلان نامہ کے ذریعہ سے آپ تمام مخلصین کی خدمت میں یہ خوشخبری پہنچا رہا ہوں کہ میں اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے بالکل اچھا ہوں۔ الحمد للہ۔ مجھے جو عارضہ لاحق ہوا تھا اس کی تفصیل یہ ہے کہ رمضان المبارک میں متواتر روزے رکھنے کی وجہ سے اور پھر اس ماہ مبارک میں تہجد اور سحری کے لئے راتوں کو بیدار رہنے کی وجہ سے نیند کی کمی واقع ہو گئی تھی۔ اس کے علاوہ میری بیوی امۃ القدوس بیگم ثانی دنوں سے شدید قسم کے نزلہ و زکام کے عارضہ سے بیمار چلی آ رہی ہیں۔ ان کی بیماری کی وجہ سے بھی راتوں کو کئی کئی بار اٹھنا پڑتا رہا ہے۔ اور اسی طرح کافی عرصہ سے شدید بیداری کا یہ سلسلہ جاری تھا اور اس سے دماغ میں خشکی پیدا ہو گئی تھی۔ میری صحت خدا تعالیٰ کے فضل سے ہمیشہ اچھی رہی ہے اور مجھ میں قوت برداشت بھی کافی تھی لیکن انسانی طاقتیں بہرحال محدود ہوتی ہیں اور اسباب و علل کے اثرات ظاہر ہوتے ہیں۔ لہٰذا ۱۷؍ رمضان المبارک کو انہی مذکورہ بالا وجوہ سے مجھ پر اعصابی حملہ ہوا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ تو ظاہری اسباب تھے۔ اور معمولی قسم کے تھے سب سے بڑا سبب یہ تھا کہ انہی ایام میں جیسا کہ احباب کو اخبارات سے بھی علم ہوا ہوگا سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے بارہ میں فکر مند کرنے والی خبریں آ رہی تھیں۔ حضور انور میرے روحانی والد بھی ہیں اور جسمانی بھی۔ قدرتی طور پر مجھے اس بارہ میں بھی شدید پریشانی تھی۔

سو یہ تمام اسباب ایسے تھے کہ ۱۷؍ رمضان المبارک کو جب میں عشاء کی نماز پڑھانے کے لئے مسجد مبارک میں کھڑا ہوا تو یکدم میرا سر اس زور سے چکرایا کہ میں سلام پھیر کر پیچھے چلے آنے پر مجبور ہو گیا۔ اور مسجد میں ہی لیٹ گیا۔ مجھے لوکل ڈاکٹروں نے دیکھ کر بعض دوائیں تجویز کیں جنہیں استعمال کرنے سے معمولی فائدہ ہوا۔ لیکن سر میں چکر آنے اور کمزوری محسوس کرنے کا سلسلہ جاری رہا۔ گذشتہ ہفتے مقامی ڈاکٹروں کے ایک بورڈ نے میرا معائنہ کیا اور مجھے تسلی دلانے کی کوشش کی۔ لیکن چونکہ بعض دوسرے احباب بھی یہ سمجھ رہے تھے اور خود مجھ پر بھی یہی اثر تھا کہ یہ دل کا عارضہ Heart Attack ہے اس لئے یہ طے پایا کہ میں امرتسر جا کر کسی ماہر امراض قلب سے معائنہ کراؤں اور مکمل چیک اپ کروانے کے بعد امرتسر کے ڈاکٹر جو علاج تجویز کریں وہ علاج شروع کیا جائے۔

چنانچہ ۲۰؍ فروری کو میں معائنہ کے لئے امرتسر گیا۔ اور ڈاکٹر آر۔ بی تلوڑ۔ ماہر امراض قلب نے میرا معائنہ توجہ اور تفصیل کے ساتھ کرنے کے بعد مجھے تسلی دی کہ دل خدا کے فضل سے بالکل ٹھیک حالت میں ہے۔ اور اس سلسلہ میں ہر قسم کے خدشات دور ہو جانے چاہئیں۔ انہوں نے میرے حالات اور مرض کے کوائف سن کر بعد معائنہ یہ فیصلہ دیا کہ یہ صرف ایک اعصابی تکلیف تھی اور ایک وقتی تکلیف تھی۔ اور اب اس تکلیف کے آثار بھی بالکل باقی نہیں ہیں۔ ڈاکٹر صاحب موصوف نے مجھے مشورہ دیا کہ چونکہ اب [illegible]

خطبہ جمعہ

ہمیشہ اپنے کاموں میں محبت اور عقل کا توازن قائم رکھو

توازن قائم نہ رکھنے کی صورت میں تم یا تو وہم میں مبتلا ہو جاؤ گے اور یا حماقت میں

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۷ مارچ ۱۹۵۲ء بمقام ناصر آباد سندھ

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

دنیا میں

عقل اور محبت

کے دو نتیجے ہوا کرتے ہیں۔ عقل یہ کہتی ہے کہ جس رنگ میں کوئی سچائی پائی جائے اسی طرح اس کو مانا جائے اور محبت یہ کہتی ہے جس حد تک ہو سکے جس سے پیار ہو اس کی طرف عیب منسوب نہ ہونے دیا جائے۔ یہ دو نوں چیزیں مل کر دنیا میں امن پیدا کرتی ہیں۔ اور انسان کے لئے ترقی کے راستے کھول دیتی ہیں۔ اگر خالی عقل پر ہی زور دیا جائے اور محبت اور ہمدردی کو نظر انداز کر دیا جائے۔ تو پھر انسان

شبہ اور وہم میں مبتلا

ہو جاتا ہے اور خواہ مخواہ چلتے پھرتے دوسرے پر بدظنی کرتا رہتا ہے۔ مثلاً وہ کھانا کھائے گا تو اسے یہ وہم ہو گا کہ شاید اس میں کسی نے زہر ملا دیا ہو۔ وہ کسی کے ساتھ جا رہا ہو گا تو خیال کرے گا کہ کہیں اس کا ساتھی اس کی پیٹھ پر خنجر نہ مار دے۔ وہ سودا خریدے گا تو اسے یقین ہو گا کہ دکاندار نے اس کے ساتھ ٹھگی کی ہے اور جب یہ بات بڑھتے بڑھتے انتہا کو پہنچ جاتی ہے تو انسان جنون میں مبتلا ہو جاتا ہے

قصہ مشہور ہے

کہ ایک شخص سے کسی نے کہہ دیا درزی چور ہوتے ہیں اور یہ بات ٹھیک بھی ہے کہ یہ پیشہ ہی ایسا ہے کہ اس میں بعض کترنوں کا ضائع ہو جانا ممکن ہے۔ اور گرہ گرہ دو دو گرہ کی جو کترنیں بچ جاتی ہیں بعض لالچی درزی انہیں جوڑ کر ٹوپی یا کوئی اور معمولی چیز بنا لیتے ہیں اور اس طرح پیسے کما لیتے ہیں۔ لیکن اس بات کو اتنا وسیع کر لینا کہ کوئی درزی بھی ایماندار نہیں ہوتا انتہا درجہ کا وہم ہے۔ بہرحال اس شخص پر کسی نے زور دیا اور کہا تم کسی درزی پر اعتبار نہ کرو۔ درزی ضرور چور ہوتا ہے اور یہ بات اس کے دماغ میں بیٹھ گئی۔ اور اس نے یہ سمجھا کہ اسے

ہوشیار رہنے کا موقعہ

مل گیا ہے۔ ایک دن اس نے کچھ کپڑا خریدا اور اس نے ارادہ کیا کہ اس کپڑے کی ٹوپی بنوائے۔ چنانچہ وہ ایک درزی کے پاس گیا اور اس سے دریافت کیا اس کپڑے کی ٹوپی بن جائے گی۔ درزی نے کہا ہاں اس کی ٹوپی بن جائے گی۔ چونکہ اس شخص کو یقین دلایا گیا تھا کہ درزی ضرور چور ہوتا ہے اس لئے اس نے یہ خیال کیا کہ یہ کپڑا ایک ٹوپی سے زیادہ ہے اور درزی نے اندازہ لگاتے وقت یہ گنجائش رکھ لی ہے کہ اس کے لئے کچھ کپڑا بچ جائے۔ اس لئے اس نے پھر دریافت کیا کہ کیا اس کپڑے کی دو ٹوپیاں بن جائیں گی درزی نے کہا ہاں۔ جب درزی نے کہا ہاں اس کی [illegible] تو چونکہ اسے [illegible] کے استاد نے یقین دلایا ہوا تھا کہ درزی ہمیشہ کپڑا بچا لیتا ہے۔ اس لئے اس نے پھر بھی سوچا کہ شاید تین ٹوپیاں بن جائیں۔ اس لئے اس نے درزی سے کہا کیا اس کی تین ٹوپیاں بن جائیں گی۔ اس نے کہا اس کی تین ٹوپیاں بن جائیں گی۔ درزی کا یہ جواب سن کر اس کا شبہ

یقین سے بدل گیا

اور اس نے خیال کیا کہ اگر میں ایک ٹوپی بنواتا تو درزی دو ٹوپیوں کا کپڑا بچا لیتا اور اگر میں دو ٹوپیاں بنواتا تو ایک ٹوپی کا کپڑا درزی نے رکھ لینا تھا۔ اسے یقین ہو گیا کہ کپڑے میں اب بھی گنجائش موجود ہے اور چوتھی ٹوپی بن سکتی ہے ورنہ درزی یہ نہ کہتا کہ اس کی تین ٹوپیاں بن جائیں گی۔ اس نے اپنے لئے بھی تو کپڑا بچانا ہے۔ اس نے پھر دریافت کیا کہ کیا اس کی چار ٹوپیاں بن جائیں گی۔ تو درزی نے کہا ہاں اس کی چار ٹوپیاں بن جائیں گی۔ اس پر اس کا

شبہ اور بڑھ گیا

اور اس نے خیال کیا کہ اب بھی کچھ کپڑا بچ جائے گا۔ اس لئے اس نے پھر دریافت کیا کہ اس کی پانچ ٹوپیاں بن جائیں گی۔ درزی نے کہا ہاں اس کی پانچ ٹوپیاں بن جائیں گی۔ تو اس نے کہا کہ جب درزی پانچ ٹوپیاں بنانا مانتا ہے تو اس کی چھ ٹوپیاں بھی بن سکتی ہیں۔ تو اس نے کہا کیا اس کی چھ ٹوپیاں بن سکتی ہیں۔ تو درزی نے کہا ہاں اس کی چھ ٹوپیاں بھی بن سکتی ہیں۔ اسے اب بھی یقین تھا کہ درزی نے اب بھی کپڑا بچ جانا ہے۔ اس لئے اس نے پھر دریافت کیا کہ کیا اس کی

سات ٹوپیاں

بن سکتی ہیں۔ تو درزی نے جواب دیا ہاں اس کی سات ٹوپیاں بن سکتی ہیں۔ اس نے پھر خیال کیا کہ درزی نے اب بھی کپڑا بچا لیا ہے اس لئے اس نے پھر کہا کہ اس کی آٹھ ٹوپیاں بن سکتی ہیں تو درزی نے کہا ہاں اس کی آٹھ ٹوپیاں بن سکتی ہیں اب اسے شرم آئی اور اس نے سمجھا اگر یہ آٹھ ٹوپیوں کے بعد بھی چرانا ہے تو چرائے۔ اس نے درزی سے کہا۔ یہ ٹوپیاں کب تیار ہو جائیں گی۔ اس نے کہا

آٹھ دن کے بعد آنا

اور ٹوپیاں لے جانا۔ چنانچہ وہ آٹھ دن کے بعد واپس آیا۔ درزی نے ٹوپیاں تیار کی ہوئی تھیں مگر وہ نہایت چھوٹی چھوٹی تھیں جیسے انگشتانے ہوتے ہیں۔ وہ ٹوپیاں دیکھ کر حیران ہوا اور کہا تو نے میرا کپڑا خراب کر دیا ہے۔ درزی نے کہا آپ نے خود کہا تھا کہ اس کپڑے سے آٹھ ٹوپیاں بنا دو سو میں نے آٹھ ٹوپیاں بنا دی ہیں۔ اور اگر کوئی شخص یہ کہہ دے کہ میں نے اس کپڑے میں سے ایک ڈھیجی بھی ضائع کی ہے تو میں مجرم ہوں گا۔ مگر جیسا اس کپڑے کی آٹھ ٹوپیاں بنیں گی تو اتنے سائز کی ہی بنیں گی۔ چنانچہ وہ شرمندہ ہو کر واپس چلا گیا اور بدظنی کی سزا پائی۔ غرض اگر

خالی عقل

ہی استعمال کی جائے تو یہ انسان کو جنون کی طرف لے جاتی ہے۔ اسی طرح خالی محبت انسان کو احمق اور جاہل بنا دیتی ہے۔ سٹالنگی کی بیوی جھوٹ بولتی ہے۔ اور لوگ کہتے ہیں کہ تمہاری بیوی جھوٹ بولتی ہے تو وہ انہیں گالیاں دینا شروع کر دیتا ہے اور کہتا ہے میری بیوی جھوٹ نہیں بول سکتی۔ بیٹا چوری کرتا ہے اور لوگ کہتے ہیں کہ تمہارے بیٹے نے چوری کی ہے تو وہ انہیں برا بھلا کہنے لگ جاتا ہے اور کہتا ہے میرا بیٹا ایسا نہیں کرتا۔ اس نے ان کے دل چیر کر نہیں دیکھے ہوتے مگر اس کا علم محض

محبت تک محدود ہوتا ہے

وہ سمجھتا ہے کہ چونکہ یہ میری بیوی ہے اس لئے وہ جھوٹ نہیں بول سکتی۔ چونکہ یہ میرا بیٹا ہے اس لئے چوری نہیں کر سکتا۔ غرض محبت بھی انتہا کو پہنچ جانا انسان کو حماقت تک پہنچا دیتی ہے۔ پس اگر محض عقل سے کام لیا جائے تو اوہام اور شبہات ترقی کر جاتے ہیں۔ اور اگر خالی محبت سے کام لیا جائے تو انسان احمق اور جاہل بن کر رہ جاتا ہے سارا محلہ بدگوئی کر رہا ہوتا ہے کہ فلاں کی بیوی جھوٹ بولتی ہے۔ لیکن یہ خوش ہو رہا ہوتا ہے کہ اسے اس سے زیادہ نعمت اور کہاں ملے گی۔ جیسی بیوی اسے ملی ہے ویسی کسی اور کو نہیں مل سکتی۔ لیکن مومن کا طریق ان دونوں کے درمیان ہوتا ہے مومن نہ تو محبت کو نظر انداز کرتا ہے

اور نہ عقل کو نظر انداز کرتا ہے۔ وہ ہر بات کو جانچنے کی کوشش کرتا ہے اور پھر ان

صحیح ذرائع سے

جو خدا تعالےٰ نے مقرر کئے ہیں کام سے کر فیصلہ کرتا ہے۔ وہ حسن ظنی سے بھی کام لیتا ہے۔ اور بلا وجہ شبہات سے بچنے کی بھی کوشش کرتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ جب تک کوئی بات مجھ پر اچھی طرح واضح نہ ہو جائے میں اسے نہیں مانتا۔ مثلاً اگر کوئی کہتا ہے کہ تمہاری بیوی نے ایسا کیا ہے۔ تو وہ کہے گا کہ ہر ایک کی بیوی ایسا کر سکتی ہے۔ اگر تم ثابت کر دو کہ میری بیوی نے ایسا کیا ہے تو میں مان لوں گا۔ اسی طرح اگر کوئی شخص اس کے بیٹے کے متعلق شکایت کرتا ہے کہ اس نے چوری کی ہے تو وہ کہے گا کہ ہر ایک کا بیٹا ایسا کر سکتا ہے۔ بلکہ نبیوں کے بیٹے بھی ایسا کر سکتے ہیں۔ اگر تم ثابت کر دو کہ میرے بیٹے نے واقعی طور پر چوری کی ہے تو میں اسے سزا دوں گا۔ غرض نہ تو وہ محبت میں اتنا آگے چلا جاتا ہے کہ وہ اسے حماقت کے گڑھے میں گرا دے۔ اور نہ وہ محض عقل سے کام لیتا ہے کہ وہ وہم اور وسوسہ میں پڑ کر جنون کی حد تک پہنچ جائے۔

میں دیکھتا ہوں کہ ہماری جماعت میں ایک فتنہ ابھی پیدا ہو گیا ہے۔ جو

عقل اور محبت کے درمیان

توازن قائم نہیں رکھتا۔ یا تو وہ اس طرف چلے جاتے ہیں کہ بھائیوں پر بدظنی کرنے لگ جاتے ہیں۔ اور جب بھی وہ اپنے بھائی کے متعلق بُری بات سنتے ہیں تو اسے فوراً تسلیم کر لیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ عقل کی بات یہی ہے کہ اسے تسلیم کر لیا جائے۔ یا مثلاً ان میں سے کسی کا دوست الزام لگاتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ میرے دوست نے یہ بات کہی ہے۔ اس لئے سچی ہے۔ حالانکہ وہ دوست جھوٹا ہوتا ہے اور اتنا جھوٹا ہوتا ہے کہ ہم مان ہی نہیں سکتے کہ اسے معلوم نہ ہو کہ اس کا دوست جھوٹ بول رہا ہے۔ لیکن چونکہ وہ دوست ہوتا ہے اس لئے وہ اُس کی بات ماننے پر تیار ہو جاتا ہے۔ اور دوسرا آدمی کتنا ہی سچا ہو وہ اس پر الزام لگا دیتا ہے۔ گویا اس کے نزدیک

نیکی کا معیار

یہ ہوتا ہے کہ دوسرا آدمی اس کا دوست ہے۔ اور دشمنی کا معیار یہ ہوتا ہے کہ

دوسرا آدمی ناواقف ہے یا دوست نہیں ہے۔ گویا سچائی کا تعلق خدا تعالےٰ سے نہیں ہے۔ بلکہ اس شخص سے ہے حالانکہ اصل سچائی یہ ہے کہ جتنا کوئی خدا تعالےٰ اور اس کے رسول کے قریب ہوگا وہ سچا ہوگا۔ لیکن اس کے نزدیک اصل سچائی یہ ہے کہ جتنا کوئی اس کے نزدیک ہوگا اتنا ہی وہ سچا ہوگا۔ اگر مسیلمہ کذاب بھی اس کے قریب ہے تو وہ سچا ہے اور اگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم بھی اس سے دور ہیں تو وہ نعوذ باللہ جھوٹے ہیں۔

خدا تعالےٰ خود اپنی ذات میں روشنی ہے۔ اس روشنی سے تم جتنے دور رہو گے اتنے ہی اندھیرے میں جاؤ گے۔ لیکن جس چیز کا تعلق روشنی سے نہیں۔ اس سے دور جانے والے

روشنی سے دور

نہیں جائیں گے۔ مثلاً اگر تم سورج سے اپنے آپ کو دور کر لیتے ہو۔ تو تم اندھیرے میں چلے جاؤ گے لیکن اگر باپ کی طرف پیٹھ کر لو گے تو روشنی میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔ تمہیں ساری چیزیں نظر آتی رہیں گی۔ اس میں شبہ نہیں کہ سورج ماں باپ کی طرح قابل ادب نہیں لیکن خدا تعالےٰ نے اس میں یہ خاصیت رکھی ہے کہ اس سے نور وابستہ ہے۔ اور یہ خاصیت ماں باپ میں نہیں پائی جاتی۔

قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ ماں باپ خواہ تم پر سختی کریں۔ تمہارے ساتھ بدسلوکی کریں تم انہیں "اُف" تک نہ کہو۔ پھر خدا تعالےٰ نے ہر جگہ ماں باپ کو توحید کے ساتھ رکھا ہے گویا اس نے ان کے وجود کو اپنے ساتھ ملایا ہے۔ اگر کلمہ میں اس نے اپنی توحید کے ساتھ رسول کو ملایا ہے تو

تفصیلی احکامات

میں ہر جگہ توحید کے ساتھ ساتھ ماں باپ کا ذکر کیا ہے۔ غرض جو نور ماں باپ کی ہے وہ سورج کی نہیں۔ لیکن سورج میں خدا تعالےٰ نے یہ خاصیت رکھی ہے کہ وہ روشنی دیتا ہے۔ اگر تم تکلف میں سر کر لو۔ یا پردہ میں چلے جاؤ۔ تو تم اندھیرے میں چلے جاؤ گے۔ لیکن ماں باپ میں یہ خاصیت نہیں پائی جاتی۔ تم بے شک ان کی طرف پیٹھ کر لو۔ تمہیں ساری چیزیں نظر آتی رہیں گی۔ پس ماں باپ کا مقام الگ ہے اور سورج کا مقام الگ ہے اسی طرح خدا تعالےٰ کا یہ مقام ہے کہ اس سے تم جتنا دور جاؤ گے اتنا ہی سچائی سے دور جاؤ گے۔ خدا تعالےٰ کے سوا اور کسی کو یہ مقام حاصل نہیں۔

اسی طرح دین کا مقام ہے۔

دین سچائیوں کا مجموعہ ہے

اور جو شخص سچائیوں کے مجموعہ سے دور جائے گا وہ جھوٹ کی طرف جائے گا فرض کرو۔ قرآن کریم میں دس ہزار سچائیاں ہیں۔ اگر کوئی شخص ان دس ہزار سچائیوں میں سے پانچ ہزار سچائیوں کو مانتا ہے تو سیدھی بات ہے کہ وہ باقی پانچ ہزار سچائیوں کا منکر ہے۔ اسی طرح اگر وہ ۹۹ سچائیوں کو مانتا ہے تو پانچ ہزار سچائیاں ایسی رہ جائیں گی جن کا منکر ہوگا۔ یا اگر ۱۰ سچائیوں کا قائل ہے تو نو ہزار سچائیاں باقی رہ جائیں گی۔ جن کا وہ منکر ہوگا۔ لیکن ماں باپ یا کسی دوسرے رشتہ دار کو اس چیز کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ان سے خواہ تم کتنا دور ہو سچائی تمہارے ساتھ رہے گی۔ زیادہ سے زیادہ یہی ہوگا کہ اگر کوئی بیٹا ماں کا مخالف ہو جاتا ہے تو چونکہ خدا تعالےٰ نے ماں باپ کا ادب کرنے کا حکم دیا ہے۔ اس لئے وہ ایک

سچائی کا منکر

ہوگا۔ باقی سچائیاں اس کے ساتھ رہیں گی۔ پس یہ حماقت ہے کہ انسان محض محبت کا خیال رکھے اور عقل سے کام نہ لے۔ کیونکہ ایک وقت ایسا بھی آتا ہے کہ محبت انسان کو تباہ کر دیتی ہے ہمارے ملک میں

ایک قصہ مشہور ہے

کہ ایک لڑکے کو چوری کی عادت پڑ گئی تھی ایک دفعہ جب وہ چوری کرنے گیا تو اس نے ایک شخص کو قتل کر دیا۔ اور اس کی وجہ سے اسے پھانسی کی سزا دی گئی۔ یوں قانون تو نہیں لیکن رواج ہے کہ پھانسی دینے سے قبل مجرم سے کہا جاتا ہے کہ اگر اس کی کوئی خواہش ہو تو اس کا اظہار کر دے۔ اسی طرح اس لڑکے سے بھی کہا گیا کہ اگر تمہاری کوئی خواہش ہے تو بتا دو۔ تو اس نے کہا۔ میں اپنی ماں کا اکلوتا بیٹا ہوں۔ میری خواہش ہے کہ آخری بار اس سے ملاقات کر لوں۔ چنانچہ اس کی ماں کو بُلایا گیا۔ لڑکے نے کہا میں اپنی ماں کے کان میں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ مجھے اجازت دی جائے چنانچہ اسے اجازت دے دی گئی۔ لیکن جونہی ماں نے اپنا کان اس کے منہ کے قریب کیا۔ تو اس نے اس کے کلّے پر زور سے دانت مارے اور گوشت کا ایک ٹکڑا کاٹ لیا۔ جو لوگ وہاں موجود تھے۔ انہوں نے

کہا کم بخت تجھے معلوم ہے کہ کل تجھے

پھانسی کی سزا

دے دی جائے گی۔ پھر تو نے آخری وقت میں اپنی ماں کے ساتھ یہ سلوک کیوں کیا۔ اس وقت تو خدا تعالےٰ کا کچھ خوف کیا ہوتا۔ اس لڑکے نے کہا میں نے کل جو پھانسی پانی ہے اس ماں کے فعلوں کی وجہ سے پھانسی کی سزا پائی ہے۔ میں بچپن میں اپنے ساتھیوں کو دق کرنے کے لئے ان کی پنسلیں اور دواتیں اٹھا لایا کرتا تھا اور جب مالک ہمارے گھر آتا اور اس سے کہتا کہ تمہارے بیٹے نے فلاں چیز چرائی ہے۔ وہ مجھے دے دو۔ تو یہ اسے گالیاں دیتی اور کہتی تم نے کیا میرے بیٹے کو چور بنا رکھا ہے۔ چنانچہ وہ واپس چلا جاتا اور وہ چیزیں میرے کام آتیں۔ اس طرح آہستہ آہستہ مجھے چوری کی عادت پڑ گئی۔ اگر اسے پتہ لگ جاتا کہ کسی کی کوئی چیز میرے پاس موجود ہے تو بسا اوقات اسے چھپا دیتی تا مالک معلوم نہ کر سکے کہ میں نے اس کا سامان چرایا ہے۔ اور اس طرح اس بُری عادت میں میری مدد کرتی۔ پھر دوسروں کی چوریوں سے بڑی چوریوں کی عادت پڑی اور ایک چوری کے موقعہ پر میں نے ایک شخص کو مار دیا جس کی وجہ سے کل مجھے پھانسی کی سزا ملے گی۔ پس اس پھانسی کا موجب میری ماں ہے۔

غرض محبت یعنی غلط محبت بعض اوقات انسان کو پھانسی تک لے جاتی ہے۔ سمجھنے والا سمجھتا ہے کہ وہ اپنے دوست یا

عزیز سے ہمدردی

کر رہا ہے لیکن وہ اسے تباہ کر رہا ہوتا ہے۔ پس جہاں محبت انسان کو حماقت میں مبتلا کر دیتی ہے وہاں عقل انسان کو وہم میں مبتلا کر دیتی ہے اور کسی دوست یا رشتہ دار کے پاس اس کا اٹھنا بیٹھنا ناممکن ہو جاتا ہے۔ بیوی مٹھائی بناتی ہے تو وہ سمجھتا ہے کہ شاید اس نے زہر ملا دیا ہو۔ اور جب وہ محبت کو عقل کے ساتھ نہیں رکھتا تو عقل آوارہ ہو جاتی ہے۔ میں نے یہاں دیکھا ہے کہ لوگ عام طور پر بدظنی میں مبتلا ہیں۔

کارکن ماتحتوں کے معاملات پر ٹھنڈے دل سے غور نہیں کرتے اور کوشش نہیں کرتے کہ وہ دوسرے سے معاملہ کرتے وقت حسن ظنی سے کام لیں۔ اور جب تک کوئی ثبوت نہ ملے اس کے خلاف کاروائی نہ کریں۔ اسی طرح دوسرے لوگ بھی،

ہر ایک کو یہ خیال ہے کہ کارکن ان کے ساتھ بے ایمانی کرتے ہیں۔ لوگ آتے ہیں اور میرے پاس شکایات کرتے ہیں اور بعض دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ میں ان کی شکایات سے متاثر بھی ہو جاتا ہوں۔ لیکن اکثر دفعہ جب تحقیقات کی جاتی ہے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے محض بدظنی سے کام لیا ہے۔ ورنہ بات کچھ بھی نہیں ہوتی حالانکہ

مومنوں کے آپس کے تعلقات

ایسے ہونے چاہئیں کہ کانہم بنیان مرصوص گویا وہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں۔ اس میں کوئی رخنہ نہیں اگر تمہارے آپس کے تعلقات ایسے نہیں ہوں گے تو تمہاری طاقت ضائع ہو جائے گی جب تم اپنے ساتھی پر بدظنی کرو گے تو تم دشمن کا مقابلہ نہیں کر سکو گے تمہارے دل میں یہ وسوسہ پیدا ہوگا کہ میرے ساتھی نے میرے ساتھ کونسی نیکی کی ہے کہ میں اس کے لئے قربانی کروں نتیجہ یہ ہوگا کہ دشمن کو موقعہ مل جائے گا اور وہ تمہیں ایک ایک کر کے مار دے گا۔ اور تبلیغ رک جائے گی۔ کیونکہ جس شخص کو

بدظنی کی عادت

ہوتی ہے وہ اسے اپنے دوستوں میں بھی پھیلاتا ہے۔ اور انہیں کہتا ہے کہ فلاں بڑا پکا ایمان ہے۔ اور سمجھتا ہے کہ وہ ان سے ہمدردی کر رہا ہے۔ پھر آہستہ آہستہ وہ دوستوں سے دشمنوں کی طرف جاتا ہے اور انہیں کہتا ہے کہ فلاں بڑا بے ایمان ہے۔ اور جب دشمن کو یہ پتہ لگ جاتا ہے کہ یہ لوگ آپس میں مختلف ہو گئے ہیں۔ اور اگر ہم نے ان میں سے کسی کو مارا تو دوسرا اسے بچائے گا نہیں تو وہ سمجھتا ہے اب موقعہ ہے کہ میں ان پر حملہ کر دوں۔ پس اگرچہ عقل اور محبت اپنی اپنی جگہ نہایت اہم ہیں لیکن بڑی چیز ان کے درمیان توازن قائم رکھنا ہے

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم

فرماتے ہیں کہ تم محبت کرو لیکن ایک حد تک کیونکہ جس سے تم محبت کر رہے ہو ممکن ہے کہ وہ ایک دن تمہارا دشمن ہو جائے۔ پھر فرماتے ہیں کہ تم دشمنی بھی کرو لیکن ایک حد تک کیونکہ بہت ممکن ہے کہ جس سے تم دشمنی کر رہے ہو وہ تمہارا دوست بن جائے۔ محبت کا سب سے بڑا نمونہ میاں بیوی کا ہوتا ہے۔ لوگ شادیاں کرتے ہیں تو محبت سے ہی کرتے ہیں۔ ایک دوسرے کو دشمن سمجھ کر نہیں کرتے۔ پھر دیکھتے ہوتے ہیں لوگ ایک دوسرے کو مبارکباد دیتے ہیں۔ لیکن انہی شادیوں کے بعد بعض اوقات طلاق اور خلع کی صورت پیدا ہو جاتی ہے۔ اس وقت کہاں جاتی ہیں وہ خوشیاں اور کہاں جاتے ہیں وہ ولیمے۔ بسا اوقات خاوند بیویوں کو قتل کر دیتے ہیں۔ اور بیویاں خاوندوں کو زہر دے دیتی ہیں۔ پھر کیا

شادی کے دن

بھی اس کا کوئی شائبہ نظر آتا ہے کہ گھر میں بچہ پیدا ہوتا ہے تو کتنی خوشیاں منائی جاتی ہیں کسی کو یہ پتہ نہیں ہوتا کہ بڑا ہو کر یہ بچہ خوشی کا موجب ہوگا بھی یا نہیں ابوجہل جب پیدا ہوا تو کتنی خوشیاں منائی گئی ہوں گی۔ اگر پیدائش کے وقت یہ پتہ لگ جاتا کہ ابوجہل بڑا ہو کر خدا تعالیٰ اور اس کے رسول کی مخالفت کرے گا تو والدین بجائے خوشی منانے کے اس کا گلا گھونٹ دیتے۔ فرعون جب پیدا ہوا تو ماں باپ نے کتنی خوشیاں منائی ہوں گی۔ لیکن کسی کو کیا پتہ تھا کہ وہ بڑا ہو کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مقابلہ کرے گا۔ اگر پیدائش کے وقت یہ پتہ لگ جاتا کہ فرعون بڑا ہو کر خدا تعالیٰ کے ایک نبی کا مقابلہ کرے گا۔ تو والدین شاید اس کا گلا گھونٹ دیتے اسی طرح

نمرود اور شداد

جب پیدا ہوئے تو کسی کو معلوم نہیں تھا کہ وہ بڑے ہو کر کیا بنیں گے اس لئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ایک حد کے اندر دوستی کرو اگر تم اس دوستی کی وجہ سے خدا تعالیٰ سے الگ ہو جاتے ہو تو یہ دوستی کسی کام کی نہیں۔ اسی طرح فرمایا اگر تم دشمنی کرتے ہو تو ایک حد کے اندر کرو کیونکہ اگر تم دشمنی کو انتہا تک پہنچا دو گے تو ہو سکتا ہے جس سے تمہاری دشمنی ہو وہ تمہارا دوست بن جائے اگر تم اس کے خلاف ہر جگہ پروپیگنڈا کرتے پھرو گے تو وقت آنے پر وہ تمہارا ہمدرد و معاون نہیں بن سکے گا۔ اس کی حمایت تمہیں کچھ فائدہ نہ دے گی کیونکہ تم نے خود ہی اس کے خلاف پروپیگنڈا کر کے اس کے رعب کو کم کر دیا ہوگا پھر خدا تعالیٰ کا غضب الگ ہوگا کہ تم نے ایک شخص سے ناجائز حد تک دشمنی کی۔ پس تم ہمیشہ اپنے کاموں کے اندر

محبت اور عقل میں توازن

قائم رکھو اگر تم عقل کی حد سے آگے گذر جاؤ گے تو تم وہم کے مبتلا ہو جاؤ گے اور اگر محبت میں انتہا کو پہنچ جاؤ گے تو وہ حماقت بن جائے گی اور یہ دونوں باتیں بری ہیں۔

پھر بیس فروری کا ہے اعجاز سامنے

از حضرت قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل ربوہ

پھر بیس فروری کا اعجاز سامنے / اللہ کا دیا ہوا اعزاز سامنے
سوز و گداز عشق مسیح محمدی / لایا ہے حسن یار بصد ساز سامنے
یہ ہے دعائے مہدیٔ موعود کا اثر / مصلح جو آیا بارہ گرانداز سامنے
فضل عمر ہے مصلح موعود کبریا / اسلام کے شیوع کا ہے کاز سامنے
ختم الرسل کے دین کو کرتا ہے سر بلند / اس کے لئے ہے سخت تگ و تاز سامنے
اب پورا ہوگا وعدۂ کاسر صلیب و کسر دجال / دجال و جوج کر رہے تھے ناز سامنے
توحید کے قیام میں ہیں مشکلات بھی / جب تک کوئی رہے بت طناز سامنے
ناکامیوں کا سامنا ہوگا جو رکھتا ہے / دنیائے دوں کی حرص و طمع آز سامنے
روحانیت کی شاہی ہے محمود کے سپرد / انجام خیر ہے کہ ہے آغاز سامنے
اکمل کو فتح باب مسلم کا ہے یقین
قرآن پاک ہے ہیں ہی راز سامنے

تخریجات تاریخ ظہور مصلح موعود

(۱) پرانے احمدی بیشک یہی ایمان رکھتے تھے / کہ مصداق بشارات الٰہی ہیں میاں محمود
مگر القاب میں لکھنے سے اب تک بھی تامل تھا / کہ مصلح پہلے خود فرمائیں ہیں ہوں مصلح موعود
مبارک باد یہ مژدہ سنایا خود ہی مصلح نے / بالہام الٰہی و بہ لحن حضرت داؤد
انا المصلح انا المصلح انا المصلح انا المصلح / انا الموعود انا الموعود انا الموعود انا الموعود
سنا ہے جب سے یہ مژدہ خوشی سے ہم اچھلتے ہیں / بفرمان مسیحائے زمان و مہدی مسعود
نشان رحمت کا آیا ہے ہمارے ہی زمانے میں / ہوا ہم پر بہت احسان و فضل خالق و معبود
خدا گویا فلک سے خود اتر آیا ہے دنیا میں / ہوا ان شان رحمت سے ظہور مصلح موعود
وفا القاب میں آئندہ تم بھی اب لکھا کرنا / جناب حضرت محمود کو "المصلح الموعود"
۱۹۴۴ء

(۲) خدا کا نور اترا قادیاں میں / اور اے احمد کے پیارو آ کے دیکھو
یہی ہے اے وفا تاریخ اس کی / نشان رحمت کا پیارو آ کے دیکھو
۱۳۶۳ ہجری

(۳) کسی نے پوچھا یہ مجھ سے ذرا بتائیے تو / یہ آج چہل پہل ہے کیوں کیسی خرمی ہے یہ
وفا جواب میں مصرع یہ پڑھ دیا میں نے / نزول مصلح موعود کی خوشی ہے یہ
۱۳۶۳ ہجری

(۴) مبارک احمدیوں کو یہ نظارہ / سلیمان کی جگہ داؤد آتا ہے
وفا محمود احمد کے لئے دیکھو / خطاب مصلح موعود آتا ہے

(۵) خطاب نور افضال خداوند / برائے حضرت محمود آید
وفا برخیز و حشمت فرش رہ کن / حضور مصلح موعود آید
۱۳۲۳ ہش

ملک کی سالمیت اور پنڈت جواہر لال نہرو وزیر اعظم ہند کیلئے تحریک دعا

از مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی

اس وقت دنیا کوہ آتش فشاں کے دہانے پر کھڑی ہے۔ شیطان کی طرف سے کئی پھلجھڑیاں سلگائی گئی ہیں۔ اگر ان میں سے کوئی ایک کسی عقلمند انسان کی عقل و تدبیر سے بجھائی جاتی ہے تو شیطان اپنی کوششوں سے اس کی جگہ دوسری پھلجھڑی سلگا دیتا ہے۔ برلن کے سیاسی درجۂ حرارت میں ذرا سکون آتا ہے تو ملیشیا و انڈونیشیا کا بحران شروع ہو جاتا ہے۔ ویتنام کی سیاسی بے اطمینانی سے ذرا نجات ملتی ہے تو سائپرس اور ناگالینڈ کا مسئلہ کھڑا ہو جاتا ہے۔ چینی جارحیت کا سیلاب ذرا تھمتا ہے تو کشمیر اور فرقہ وارانہ فسادات کا مسئلہ اُٹھ کھڑا ہوتا ہے۔

غرض مشرق ہو یا مغرب ہر طرف کی سرزمین ہلاکت و بربادی کا لاوا اُگلنا چاہتی ہے۔ وہ لوگ جو تعصب۔ خود غرضی اور قومی منافرت کے جذبات سے مغلوب ہیں وہ دنیا کی اس صورتِ حال سے فکرمند ہونے کی بجائے شاداں و خرم ہیں وہ اس دہکتی آگ کو بجھانے کی بجائے اس کو ہوا دینے کی تاک میں لگے ہیں۔

لیکن ان چند فتنہ پرور عناصر کے علاوہ ہر ملک کے سنجیدہ اور امن دوست شہریوں پر دنیا کے ان حالات سے سخت خوف و ہراس اور اضطراب و پریشانی کی کیفیت طاری ہے۔ اور وہ ان خطرناک حالات سے عہدہ برآ ہونے کے لئے فکرمند نظر آتے ہیں۔

نظارت امور عامہ قادیان کی طرف سے تحریک دعا

دنیا کی اس سنگین صورت حال کا جائزہ لے کر حال ہی میں نظارت امور عامہ قادیان نے بھی ہندوستان کی تمام احمدی جماعتوں کو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سیاسی موقف کی یاد دلائی ہے۔ وہ موقف یہ ہے:۔

"حکومت کی اطاعت کرو۔ قانون شکنی سے اجتناب کرو۔ فساد و بغاوت کے طریق سے دور رہو۔"

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ تعلیم آپ کی قیمتی تصانیف کے علاوہ اس "منشورِ احمدیت" میں بھی شامل ہے، جو ہر فرد کے احمدیت میں داخل ہونے کا دروازہ ہے جس کو "شرائط بیعت" کہتے ہیں۔

جماعت احمدیہ کی ستر سالہ زندگی

اس بات پر شاہد ہے کہ دنیا بھر کی احمدی جماعتیں صدق دل سے آپ کی اس تعلیم پر کاربند ہیں۔ یہی ہر ملک کی احمدی جماعتوں کا سیاسی موقف ہے۔ اسی لئے آج تک کسی ملک کی احمدی جماعت نے اپنی حکومت کے خلاف قانون شکنی یا بغاوت میں کوئی حصہ نہیں لیا۔ بلکہ ہمیشہ وہ اپنی حکومت اور ملک کی وفادار رہی ہیں۔

ہنگامی حالات

ہمارا ملک جو اس وقت ایک کٹھن دور سے گذر رہا ہے۔ اور کئی ہنگامی حالات رونما ہو جانے کے باعث کئی قسم کی سیاسی و اقتصادی مشکلات میں پھنس گیا ہے۔ ہر احمدی کا فرض ہے کہ وہ اس وقت اپنے ملک کے ان حالات پر ایک وطن دوست۔ فرض شناس اور وفادار شہری کے طور پر غور کرے۔

موئے مبارک کی چوری اور مغربی بنگال کا فساد

گذشتہ دنوں کشمیر کی درگاہ حضرت بل سے "موئے مبارک" کی جو چوری ہوئی۔ اور مغربی بنگال میں جو فرقہ دارانہ فساد ہوا۔ اس سے مسلمانانِ ہند کے دل میں اضطراب۔ بے اعتقادی اور ناامیدی کی کیفیت ضرور پیدا ہوگئی ہے لیکن ہم احمدیوں کو ان تمام واقعات پر ایک حقیقت پسند انسان کے طور پر غور کرنا چاہیئے، یہ واقعات سیاسی نوعیت کے تھے یا ان کی محرک کوئی اقتصادی خود غرضی تھی؟ بہر صورت یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ ہمارے ہندوستان نے "موئے مبارک" کی چوری اور مغربی بنگال کے فساد کی واضح الفاظ میں مذمت کی ہے۔

"موئے مبارک" کی چوری کے بعد ڈاکٹر کرن سنگھ صدر ریاست جموں و کشمیر۔ پنڈت جواہر لال نہرو، گلزاری لال نندہ اور لال بہادر شاستری جیسے عظیم رہنماؤں نے اس مقدس یادگار سے اپنی جس عقیدت کا اظہار کیا۔ یا جموں و کشمیر کے مسلمانوں ہندوؤں اور سکھوں نے جیسے خوشکن اتحاد کا مظاہرہ کیا اس سے ظاہر ہے کہ اس افسوسناک واقعہ سے بھارتی حکومت اور ہندوستان کے تمام شہریوں کو بڑا دکھ پہنچا تھا۔

اسی طرح مغربی بنگال کے فساد کی بھی بھارتی حکومت۔ ہندوستان کے اخبارات اور عوام نے سخت الفاظ میں مذمت کی۔ یہی وجہ ہے کہ فساد کی یہ آگ ہندوستان کے دوسرے صوبوں میں نہیں پھیل سکی۔

اس سے ہم احمدی یہ سمجھ سکتے ہیں کہ ان واقعات سے مایوس یا مشتعل ہونے کی بجائے ہم کو امید اور تحمل سے کام لینا چاہیئے۔ ہمارے پیشِ نظر یہ امر رہنا چاہیئے کہ ہم ہندوستانیوں نے صرف سولہ سال پہلے انگریزی راج سے نجات حاصل کی ہے۔ اس سے پہلے پورے ایک سو سال تک ہمیں انگریز فرقہ دارانہ منافرت کی تربیت دیتے رہے۔ یہ بات اتنے عرصہ تک ہمارے دل و دماغ میں رچائی اور بسائی گئی ہے محض چند سالوں میں وہ کیسے بدل سکتی ہے۔

دورِ ہمہ گیری

پھر یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ مغربی اقتدار کے بعد ہر چیز میں ہمہ گیری کی صفت آگئی ہے جنگیں ہوئیں تو عالمگیر، اتحاد و اتفاق کی مجالس قائم ہوتی ہیں تو وہ بھی عالمگیر یعنی لیگ آف نیشنز اور یو۔این۔او اور فرقہ دارانہ منافرت پھیلتی ہے تو وہ بھی عالمگیر۔ افریقہ و سیلون سے ہندوستانیوں کو نکالا جاتا ہے۔ زنجبار میں غیر ملکیوں کو ذبح کیا جاتا ہے۔ اور لندن میں ہندوستانیوں و پاکستانیوں کے داخلہ پہ پابندی لگائی جاتی ہے۔ پھر ایک ہی ملک کے مختلف شہریوں میں منافرت پھیلتی ہے تو وہ بھی کبھی صوبہ گیر اور کبھی ملک گیر۔ غرض ہر طرف ہمہ گیری کا دور دورہ ہے اور اس دورِ ہمہ گیری میں اگر فرقہ دارانہ منافرت پھیلتی ہے تو وہ بھی دیکھتے ہی دیکھتے "ملک گیر" ہو جاتی ہے۔ یہ اصل میں مغربی تہذیب کی دین ہے جس نے ہمیں انسانی دوستی کی بجائے قوم دوستی یعنی نیشنلزم کی تعلیم دی۔ انگریزوں سے پہلے ہمارا بھارت اس قسم کے فرقہ دارانہ خیالات سے بالکل ناواقف تھا۔

ہندوستانی روایت

تاریخ ہند میں کتنی مسجدوں اور مندروں کے توڑے جانے کے واقعات آتے ہیں، مگر کہیں ایسے واقعہ نے فرقہ دارانہ رنگ اختیار نہیں کیا۔ اگر ان مساجد اور مندروں کو نقصان پہنچا تو فوج سے نپٹ لیتی۔ عوام کو اس سے کوئی سروکار نہ ہوتا۔ راجگان بیجا پور اور دولت مغلیہ کے عہد میں دونوں طرف سے اس قسم کے بہت سے واقعات ہوتے ہیں۔ مگر کبھی کسی واقعہ نے فرقہ دارانہ رنگ نہیں پکڑا۔ معلوم ہوتا ہے کہ قانون کے علاوہ اس زمانے کا عوامی شعور بھی ایسا بیدار تھا کہ کسی مجرم کو بادشاہ یا راجہ کے دربار سے سزا دلانا کافی سمجھا جاتا تھا۔ وہ لوگ قانون اپنے ہاتھ میں لینا گناہ عظیم سمجھتے تھے۔

لیکن ہمارا زمانہ ہمہ گیری کا زمانہ ہے اگر آج کسی مسجد یا مندر کی دیوار کی ایک اینٹ بھی کھسکا لی جائے تو وہی لوگ جو دن رات مسجد اور مندر کے زیر سایہ بیٹھ کر خدا اور بھگوان کے احکام کی خلاف ورزی کرتے رہتے ہیں فوراً اس کو ایک ملک گیر سوال بنا دیتے ہیں۔

لیکن ہم احمدیوں کو زمانے کی اس برہمی مزاج سے مشتعل نہیں ہونا چاہیئے ہمیں اپنے ارد گرد اور پس و پیش کا ایک منصف مزاج انسان کی طرح جائزہ لینا چاہیئے۔

ہندوستانی قومیں

ہمیں سوچنا چاہیئے کہ ہم ایک ایسے ملک میں رہتے ہیں۔ جو رقبے میں پانچویں درجے کا ملک ہے اور آبادی میں دوسرے درجے کا۔ یہاں مختلف نسل اور قوم کے لوگ آباد ہیں جن کی زبان، تہذیب اور روایات الگ الگ ہیں۔ اگرچہ ہمارے ملک کے دستور نے تمام ہندوستانیوں کو بلاتفریق قوم و نسل مساوات کا درجہ دیا ہے۔ لیکن ظاہر ہے کہ صرف دستور مرتب کر لینے سے پوری قوم کے خیالات میں تبدیلی نہیں آجاتی۔ ہندوستان میں ابھی تک ایسے لوگ موجود ہیں۔ جو جمہوریت کی جگہ منوسمرتی کے قوانین کا نفاذ اور حکومت الہیہ کا قیام چاہتے ہیں۔ ایسے ماحول میں پوری قوم کو ایک دستور کے سانچے میں ڈھالنا بہت مشکل کام ہے، اور حکومتِ ہند کو آئے دن ایسی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

جماعت احمدیہ کا فرض

اس صورت میں ہم احمدیہ مسلمانوں کا فرض ہے کہ جان و مال کا نقصان اُٹھانے کے بعد بھی ہم کو وہ راہِ عمل اختیار کرنا چاہیئے جو مدبروں اور مفکروں کا راستہ ہے۔ جو بہادروں اور جوانمردوں کا طریق ہے اور جو خدا کے فرستادوں اور پیغمبروں کی سنت ہے یعنی

۱۔ مشکلات پر قابو پانے کے لئے حکومت کے حق میں دعا کرنی۔
۲۔ وطن اور اہل وطن کی خدمت کا جذبہ۔
۳۔ حکومت کے ساتھ پورے اخلاص و نیک نیتی سے تعاون کرنا۔

(باقی صفحہ پر)

برکاتِ احمدیت

(از مکرم جناب حاجی عبدالکریم صاحب ۔ کراچی)

قیامِ مصر کے دوران میں ایک ہوٹل میں محاسنِ اسلام پر تقریر کر رہا تھا۔ اس میں شراب کی حرمت کے متعلق بھی بیان کیا تھا۔ ایک قبطی عیسائی مجھے تقریر کے بعد ہوٹل کے ایک حصے میں لے گیا جہاں کچھ مصری دوست شراب پی رہے تھے۔ ان میں دو تین عالم بھی تھے۔ اس نے طنزاً کہا کہ یہ مسلمان عالم ہیں! میں نے اس سے کہا کہ یہ بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا ایک نشان ہے۔ اس نے کہا کیسے؟ میں نے کہا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس زمانہ کے متعلق ۱۳۰۰ سال پہلے بطور پیشگوئی فرمایا تھا کہ مسلمانوں کی حالت بہت خراب ہو جائیگی ان میں اسلام نہیں رہے گا اور علماء ان کے بدترین مخلوق ہوں گے۔ اس وقت ایک فارسی النسل شخص کو اللہ تعالےٰ مبعوث فرمائے گا جو اسلام کو ثریا سے واپس لائے گا۔ اس کے مطابق ہوا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالےٰ نے اس زمانہ میں مبعوث فرمایا ہے۔ میں آپ کی جماعت کا ایک فرد ہوں۔ آپ کسی احمدی کو شراب پیتے نہیں دکھا سکتے۔ ایک معزز مصری وہاں موجود تھے انہوں نے دوسرے روز اپنے مکان پر میری دعوت کر دی۔ مدعوین کچھ اور لوگ بھی مدعو تھے۔ دو تین مصری عالم بھی تھے۔ کھانے کے بعد میزبان شیشے کی ایک صراحی لائے اور اس میں سے شراب کا ایک پیالہ مجھے پیش کیا۔ میں نے جواب دیا۔ معاف کریں "انا مسلم" اس کے بعد انہوں نے شراب اور دوسرے لوگوں کو دی

مصر میں دعوت اور شراب

اور مصری علماء کی طرف اشارہ کر کے مجھے کہا۔ "من هم" کیونکہ انہوں نے شراب پی لی تھی۔ میں نے جواب دیا "الله اعلم" میزبان نے میرے انکار کو اپنی ہتک خیال کیا۔ میں نے ان کی دعوت کا شکریہ ادا کرتے ان پر واضح کر دیا کہ میں ان کی خاطر خدا تعالےٰ کے احکام کی نافرمانی نہیں کر سکتا۔

ایک روز ایک مصری دوست کی طرف سے خط ملا۔ انہوں نے مجھے اور میرے دوست ملک حسن صاحب احمدی کو دعوت پر بلایا۔ وہ زیرِ تبلیغ تھے۔ مقررہ دن ہم دونوں شام سے کچھ پہلے ان کے مکان پر پہنچے۔ انہوں نے فرمایا کہ ایک مصری عالم کو میں نے خطبہ الہامیہ دیا تھا۔ اس کو پڑھ کر اس نے اعتراضات کئے ہیں میں نے اس لئے آپ کو اور ان کو بھی دعوت پر بلایا ہے تا کہ آپ بہتر جواب دے سکیں گے۔ ہم دونوں نے نماز مغرب ان کے مکان پر پڑھی۔ اور علیحدہ دعا کی۔ کہ مولا کریم ہماری پردہ پوشی فرمائے۔ اور احمدیت کو فتح ہو۔ ابھی ہم نوافل ادا کر رہے تھے کہ وہ مصری عالم مع چند اور لوگوں کے آ گئے۔ اور انہوں نے میزبان سے دریافت کیا۔ "این هندیکا کا ضیا" ہم ساتھ والے کمرے میں نماز ادا کر رہے تھے میزبان ان پر بہت ناراض ہوئے اور کہا کہ وہ نماز پڑھ رہے ہیں۔ وہ روزے بھی رکھتے ہیں۔ (میں نفل روزے رکھا کرتا تھا جس روز نفل روزہ ہوتا تو میزبان کو منع کر دیتا تھا کہ میرے لئے قہوہ نہ منگوائیں۔ اس لئے انہوں نے روزہ رکھنے کا ذکر کیا) وہ نیک آدمی ہیں جب نماز سے فارغ ہو گئے تو میزبان نے میرا ان سے تعارف کرایا۔ میزبان نے ایک عالم سے کہا کہ آپ اعتراض کریں یہ جواب دیں گے۔ اس نے کہا بعض لوگ نیک ہوتے ہیں ان کو الہام بھی ہوتا ہے۔ مگر وہ یہاں تک کہہ جاتے ہیں "من فرق بيني وبين المصطفىٰ" آنحضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی برابری کرنے لگ جاتے ہیں۔ اس لئے وہ کافر ہو جاتے ہیں۔ میزبان نے مجھے جواب دینے کو کہا۔ میں نے کہا کہ قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ اعمال صالحہ کے نتیجہ میں انسان کا روحانی رفع ہوتا ہے۔ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے متعلق جو قرآن کریم میں "رافعك" آیا ہے اس سے بھی مراد روحانی رفع ہے سب سے بلند مقام آنحضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ جس مقام تک آپ سرفراز ہوئے اور کوئی نہیں ہوا جو اس مقام تک پہنچے۔ یہی وجہ ہے کہ سطحی لوگوں نے آپ پر اعتراضات کئے ہیں۔ جتنے اعتراضات آپ پر ہوئے ہیں۔ اور کسی نبی پر نہیں ہوئے اگر ہمارے کسی بزرگ کو کوئی برا کہیں تو ہماری غیرت برداشت نہیں کر سکتی کہ ہم اس کا جواب نہ دیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق تو قرآن کریم میں آتا ہے

مصر میں دعوت اور تقریر

"قل ان كنتم تحبون الله فاتبعوني يحببكم الله۔" اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم تو لوگوں کو کہہ دے کہ اگر تم خدا سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو اور اس کے نتیجے میں تم خدا کے محبوب بن جاؤ گے۔ جس کی اتباع انسان کو خدا تعالےٰ کا محبوب بنا دیتی ہے۔ وہ خدا کو کس قدر محبوب ہو گا۔ اب آپ بتائیں کہ خدا تعالےٰ نے اپنے محبوب پر اعتراضات کا کیا جواب دیا ہے میزبان نے کہا کہ آپ ہی بیان کریں۔ میں نے کہا خدا تعالےٰ کی غیرت جوش میں آئی اور ایک امتی حضرت مرزا غلام احمد صاحب کو اتباعِ نبوی کی برکت سے اس مقام تک لے گیا جو مقامِ محمدی تھا۔ تا کہ آپ کو شانِ محمدی کا مشاہدہ کرایا جاوے۔ اور پھر اس کو خدا تعالےٰ نے دنیا میں امتی نبی بنا کر بھیجا تا کہ وہ دنیا کے سامنے شانِ محمد کا اظہار کرے۔ آپ نے آ کر للکارا

عجب نوریست در جانِ محمد
عجب لعلیست در کانِ محمد
کرامت گرچہ بے نام و نشاں است
بیا بنگر ز غلمانِ محمد

آپ نے سب مخالفین کو چیلنج دیا مگر کوئی آپ کے مقابلہ میں کامیاب نہ ہوا۔ اور آپ نے اسلام کو زندہ مذہب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زندہ نبی اور قرآن کریم کو زندہ کتاب ثابت کر دکھایا۔ اس لئے آپ نے معترضین کو مخاطب کر کے فرمایا "من فرق بيني وبين المصطفىٰ فما عرفني وما رأى" جس نے مجھ میں اور مصطفےٰ میں فرق کیا وہ مجھے پہچان نہیں سکا نہ اس نے مجھے دیکھا۔ کیونکہ میری بعثت کی غرض ہی یہ ہے کہ شانِ محمدی کا اظہار کروں۔ اس مقام پر جا کر بھی وہ مخدوم ہیں اور میں خادم۔ اس کے بعد میں نے آپ کی خدمات کا ذکر کچھ تفصیل سے کیا۔ میری تقریر کے بعد اس عالم نے کہا وما النصر الا من عند الله العزيز۔ میزبان نے مجھے کہا کہ اس کے متعلق آپ کچھ بیان کریں

میں نے کہا کہ اس میں کیا شک ہے کہ نصرت خدا تعالےٰ ہی کی طرف سے ہے یہی غالب ہے۔ اور تاریخ اس پر شاہد ہے دنیا میں ترقی کے تین ذرائع ہوتے ہیں (۱) علوم رسائنس (Science) (۲) جیومش (Games) (۳) فلوس (Money) جس زبان کے پاس یہ ذرائع زیادہ ہوں وہ کامیاب ہو جاتا ہے۔ آنحضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کے پاس یہ ذرائع نہ تھے اور کفارِ مکہ کے پاس یہ سب ذرائع تھے۔ اس کے باوجود غلبہ آنحضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو ہی ہوا۔ "كتب الله لاغلبن انا ورسلي" اس کے بعد کھانے کی میز پر ہم سب بیٹھ گئے۔

ایک مصری کی بیعت

میرے ساتھ ایک مصری دوست جن کا نام عبدالکریم افندی بتایا گیا تھا بیٹھے تھے وہ مجھ سے قادیان دارالامان اور سلسلہ کے حالات دریافت کرتے رہے میں بتاتا گیا۔ جب کھانا ختم ہوا تو وہ کھڑے ہوئے اور کلمہ شہادت پڑھا اور سب کو مخاطب ہو کر کہا۔ آپ سب گواہ رہیں کہ میں احمد مسیح نبی اللہ پر جن پر یہ شخص (میری طرف اشارہ کر کے) ایمان لایا ہے ایمان لاتا ہوں۔ میں نے اُن سے مصافحہ اور معانقہ کیا اور اُن کی بیعت کا خط حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے حضور بھیجوا دیا۔ فالحمد للہ علےٰ ذالک۔

درد گردہ کا شدید دورہ اور اُس سے کلّی شفاء

میں سکھر میں ۱۹۲۶ء سے ۱۹۳۲ء تک ہیڈ کلرک رہا۔ وہاں ملازمین کا علاج مفت ہوتا تھا۔ مجھے دو سال بعد درد گردہ کی شکایت ہو گئی۔ علاج کرایا گیا۔ مگر وہ دورہ جلد جلد ہونے لگا۔ میں نے ڈاکٹر صاحب سے کہا "مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی" علاج سے دورہ جلد ہونے لگا۔ اس نے اچھی طرح تشخیص کی اور مجھے دوسرے روز علیحدہ بلا کر کہا کہ آپ کی زندگی صرف چھ ماہ رہ گئی ہے۔ میں آپ کی سفارش کر دیتا ہوں آپ چھ ماہ رخصت پر گھر چلے جاویں تا کہ آپ کی وفات وہاں ہو۔ میں نے ہنس کر کہا ڈاکٹر صاحب زندگی موت تو خدا کے اختیار میں ہے خیر تین ماہ رخصت کی سفارش کر دیں۔ رخصت ملنے پر میں نے اپنی بیوی بچوں کو تو دیان دارالامان بھیج دیا۔ اور میں بہاولپور میں ایک غیر احمدی عزیز کے ہاں رک گیا۔ دو روز رہنے کا ارادہ تھا۔ رات کو تین بجے کے قریب میں نوافل کے لئے اٹھا وضو کیا۔ اور درد گردہ شروع ہو گیا۔ میں نے اُسی تکلیف میں نماز پڑھی اور دعا کی اے مولا یہ میرے عزیز غیر احمدی ہیں۔ میں ان کو اس وقت تکلیف

نہیں دیا جا رہا تھا۔ تو اپنے فضل سے شفاء عطا فرما۔ غالباً ۵ ویں رکعت میں خدا کے فضل سے میرا درد جاتا رہا۔ اور بقیہ نماز میں نے سکون سے پڑھی۔ یہ ۱۹۲۸ء کا واقعہ ہے۔ میں ۱۹۳۲ء تک ... رہا۔ ڈاکٹر سب مجھے دیکھ کر حیران ہوتے تھے کہ آپ کس طرح زندہ ہیں۔ یہ محض خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس کے بعد مجھے درد گردہ آج تک نہیں ہوا۔ الحمد للہ۔

اہلیہ صاحبہ کی معجزانہ شفایابی

۱۹۳۴ء میں چند ماہ کی رخصت پر قادیان روانہ ہوا۔ لاہور میں میرے ایک مخلص دوست چوہدری عبد الکریم صاحب ملٹری اکونٹس میں ملازم تھے۔ انہوں نے اصرار کیا تھا کہ میں دو روز ان کے پاس قیام کروں۔ ان کا ذاتی مکان تھا ہم ان کے ہاں ٹھہر گئے۔ دوسرے روز میری اہلیہ کو بخار ہو گیا۔ لیڈی ڈاکٹر سے علاج کرایا گیا۔ مگر بخار بہت تیز ہو گیا۔ مجبوراً ٹھہرنا پڑا۔ چند روز بعد لیڈی ڈاکٹر شام کو جب مریضہ کو دیکھنے آئی۔ تو اس نے مجھے باہر بلا کر کہا کہ دوائی تو میں لکھ دیتی ہوں آپ منگوا کر استعمال کریں۔ مگر مریضہ کا بچنا مشکل ہے رات ہی نکالنے کی کل صبح تک اندیشہ ہے کہ بعد از بعد ہو جائے۔ بہرحال میں صبح سویرے آؤں گی۔ اس سے جو صدمہ اور قلق مجھے ہوا وہ بیان سے باہر ہے۔ میں نے اسی وقت سے نفل ادا کرنے شروع کئے اور عاجزانہ دعا کی۔ اے خدا تو اس مریضہ کو محض اپنے فضل سے شفا کامل عطا فرما اور اگر ان کی موت ہی مقدر ہو تو ایسا فضل کر کہ یہ شفا ہو جائے۔ اور ہم آخر کو قادیان دار الامان لے جاؤں۔ اور ان کی وفات وہاں ہو تاکہ بہشتی مقبرہ میں مدفون ہو سکے۔ نماز فجر کے بعد میں نے دیکھا کہ مریضہ کی حالت بہتر ہے۔ الحمد للہ۔ میں نے کچھ ... نے کو کہا۔ تھوڑی دیر بعد لیڈی ڈاکٹر آئی۔ اس نے معائنہ کرنے کے بعد کہا کہ اب تو ان کی حالت تسلی بخش ہے۔ کیا ... اور ڈاکٹر کو آپ نے بلا یا تھا۔ میں نے کہا نہیں۔ میں تو ان کی صحت کے لئے عاجزانہ دعا کرتا رہا۔ چنانچہ چند روز بعد وہ بالکل شفایاب ہو گئیں۔ اور ہم قادیان دار الامان آ گئے۔

جمالِ الٰہی کا پُر کیف مشاہدہ

تھوڑے روز بعد رمضان شریف کا مبارک مہینہ شروع ہو گیا۔ میں حضرت مفتی صاحبؓ کے مکان پر مقیم تھا۔ کیونکہ آپ کے لڑکے مفتی عبد السلام صاحب میرے ہم زلف تھے۔ مسجد مبارک میں معتکف ہونے کا بھی موقعہ ملا۔ حضرت مفتی صاحبؓ کے مکان میں اور مسجد مبارک میں معتکف ہونے کی حالت میں نوافل پڑھتے ہوئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ شعر دعائیہ رنگ میں پڑھ رہا تھا۔

> یہ چہرہ دکھلا کر مجھے کر دیجئے غم سے رہا
> کب تلک لمبے چلے جائیں گے لو ساتھ کے دن

میں نے جمالِ الٰہی کا پُر کیف مشاہدہ کیا۔ جس کی لذت اور سرور کو الفاظ میں بیان کرنا مشکل ہے۔ ... میں ہی عاجز نے اس کا ذکر اپنے عریضہ میں کیا جو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کو بھیجا۔ اس میں عاجز نے تحریر کیا کہ یہ فیضان سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے طفیل نصیب ہوا۔ رضیت باللہ ربا وبالاسلام دینا وبمحمد نبیا وبأحمد المسیح۔ عبد الغفار کے بعد میرے ہاں لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام غالباً اس مناسبت کے لحاظ سے حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے رضیہ مریم رکھا۔ یہ بچی مکرم حافظ سخاوت علی صاحب سٹ ہیچاپوری حال درویش قادیان دار الامان کی بہو ہے اور ان کے بڑے لڑکے میاں فضل حق صاحب کی بیوی ہے۔ اس کے ۸ بچے ہیں۔ آجکل اپنے میاں کے پاس کراچی میں رہتی ہے۔ اس کو بھی خدا نے معجزانہ شفا بخشی۔ غالباً دو تین سال ہوئے وہ سخت بیمار ہو گئی۔ جب کچھ افاقہ نہ ہوا تو ربوہ میں ہمارے ڈاکٹر عبد الحمید صاحب D.H.O کراچی میں تھے۔ میرا لڑکا محمود احمد ان کو لایا۔ انہوں نے معائنہ کیا اور نسخہ لکھا مگر باہر جا کر میرے لڑکے سے کہا کہ عزیزہ کی حالت مایوس کن ہے۔ غالباً صبح تک فوت ہو جائے۔ میرے لڑکے نے ڈاکٹر صاحب کی رائے سے مجھے اور میری بیوی کو اطلاع دی۔ ہم دونوں عاجزانہ دعاؤں میں مصروف رہے۔ الحمد للہ کہ خدا تعالیٰ نے عزیزہ کو شفا دیدی۔ اللہ تعالیٰ اس کو اور اس کے میاں اور بچوں کو اپنے حفظ و امان میں رکھے۔

تحریک جدید کے مطالبات میں سے ایک یہ مطالبہ بھی ہے کہ دوست اپنی چھٹیاں تبلیغ کے لئے وقف کریں۔ چنانچہ میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد پر حیدر آباد سندھ میں تبلیغ کے لئے آیا وہاں اپنا ایک مکان کرایہ پر لیا۔ مکرم شیخ عظیم الدین صاحب مرحوم تاجر چرم تبلیغی پریذیڈنٹ تھے۔ انکے تاجر احباب میں تبلیغ شروع کی خدا کے فضل سے ایک تاجر چرم شیخ محمد صدیق صاحب نے بیعت سلسلہ کی۔ ان میں جس سے مخالفت زور پکڑ گئی۔ غیر احمدی تاجر چرم دوست ایک ...

تاجر چرم حافظ عبد الحکیم صاحب کو دادو سے بلانے کا انتظام کیا جس روز وہ آنے والے تھے اسی روز ۱/۲ گھنٹہ پہلے انہوں نے مجھے شیخ عظیم الدین صاحب نے ہاں بلا بھیجا۔ میں وہاں آ گیا۔ ابھی ابتدائی باتیں ہو رہی تھیں کہ حافظ صاحب آ گئے۔ غیر احمدیوں نے کہا حاجی صاحب اب ہمارے حافظ صاحب آ گئے ہیں وہ آپ سے بات چیت کریں گے۔ مکرم شیخ عظیم الدین صاحب نے مجھے آہستہ

حافظ صاحب سے تبادلۂ خیالات

سے کہا کہ یہ سلسلہ کے سخت مخالف ہیں۔ اور بد زبان بھی ہیں۔ آتے ہی حافظ صاحب نے کہا۔ احمدی ہر جگہ آٹے میں نمک کے برابر ہوتے ہیں یا اس سے بھی کم۔ مگر سب دنیا کے مسلمانوں کو یہ کافر کہتے ہیں۔ یہ کفران پر الٹ کر پڑتا ہے یہ خود کافر ہیں۔ غیر احمدی خوش ہو گئے۔ میں نے کہا حافظ صاحب آنحضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے ستفترق امتی الی ثلاث وسبعین فرقة کلھم فی النار الا واحدۃ۔ ایک وقت آئے گا کہ میری امت ۷۳ فرقوں میں بٹ جائے گی سوائے ایک فرقہ کے۔ باقی سب جہنم میں جائیں گے۔ میں نے کہا۔ حافظ صاحب ہمارے نزدیک تو وقت یہی ہے یا جب بھی وہ وقت آئے تو ۷۲ حصوں کو ۷۳ واں حصہ کافر اور جہنمی قرار دے گا۔ آپ کے خیال میں وہ ۷۳ واں حصہ بھی پکا کافر ہو جائے گا۔ اس پر حافظ صاحب برافروختہ ہوئے اور چند منٹ تک گالیاں دیتے رہے۔ ہم خاموش تھے دل میں لاحول پڑھ رہے تھے۔ میں نے کہا حافظ صاحب آپ نے گالیاں دی ہیں۔ اس کا بھی میرے پاس جواب ہے۔ وہ کہنے لگے کیا جواب ہے۔ میں نے کہا۔ ہمارے آقا آنحضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے ؎

> گالیاں سن کر دعا دو پا کے دکھ آرام دو
> کبر کی عادت جو دیکھو تم دکھاؤ انکسار

ہم آپ کی ہدایت کے لئے دعا کریں گے۔ بارش ہو رہی تھی اس لئے سب تاجر اپنے گھر چلے گئے۔ حافظ صاحب کو شیخ عظیم الدین صاحب نے اپنے پاس ٹھہرا لیا۔ بارش کی وجہ سے ہم نے نماز مغرب و عشاء جمع کریں۔ میں نے کہا کہ دوست نماز میں حافظ صاحب کی ہدایت کے لئے دعا کریں۔ نماز ختم ہوئی مگر بارش تیز ہو گئی اسلئے میں اپنے مکان پر نہ جا سکا اور مجھے وہیں ٹھہرنا پڑا۔ کھانا بھی وہیں کھایا۔ جب ہم کھانا کھا رہے تھے تو حافظ صاحب نے کہا یہاں پہلے تین احمدی بیٹھے ہیں۔ میں نے کہا حافظ صاحب میں اور شیخ صاحب دو احمدی ہیں۔ تیسرا کون ہے کہنے لگے۔ مجھے سمجھ نہیں۔ میں نے کہا حافظ صاحب ۲۵ فی صدی کی کسر بھی نکال دیجئے کہنے لگے اس کے لئے تو کئی سال درکار ہوں گے۔ مجھے یقین ہو گیا کہ ہم تین احمدیوں کی دعا سے حافظ صاحب کا کفر ۷۵ فی صدی دور ہو گیا ہے۔ اس لئے میں نے فیصلہ کیا کہ آج تہجد کے نوافل میں حافظ صاحب کے لئے دعا کروں گا۔ خدا تعالیٰ ان کے ۲۵ فی صدی کفر کو بھی دور کر دے اور ان کو ہدایت دے۔ میں نے رات کو تخت پوش پر نوافل ادا کئے۔ اور ہر سجدہ میں حافظ صاحب کی ہدایت کے لئے دعائیں کرتا رہا۔ پھر اپنی چارپائی پر آ کر لیٹ گیا۔ نماز فجر ہم ... نے احمدی تاجر چرم کے ہاں پڑھا کرتے تھے شیخ عظیم الدین صاحب آئے۔ نماز فجر کے لئے میں بھی تیار تھا۔ حافظ صاحب نے کہا حاجی صاحب میرے ایک خواب کی تعبیر بتا دیں۔ رات کو جب آپ تخت پوش پر نوافل پڑھ رہے تھے۔ میں آپ کو دیکھ رہا تھا۔ پھر میں سو گیا۔ اور خواب میں آپ کو دیکھا میں نے آپ سے پوچھا حاجی صاحب آپ کو تہجد سے کیا ملا۔ آپ نے کہا پچیس روپے ملے میں نے حیرت کا اظہار کیا اور کہا کہاں ہیں وہ روپے تو آپ نے ہتھیلی کھولی اس میں چاندی کے ۲۵ روپے پڑے تھے میں نے کہا کہ آپ کو کہاں سے ملے تو آپ نے سجدہ کی جگہ سے مصلیٰ اٹھا کر کہا یہاں سے ملے ہیں میں نے کہا آپ کلمہ پڑھیں کہ واقعی آپ کو سجدہ سے یہ روپے ملے ہیں۔ تو آپ نے کلمہ پڑھا اور کہا کہ خدا کی قسم مجھے سجدہ سے یہ روپے ملے ہیں۔ میں نے کہا حافظ صاحب آپ حیدر آباد سے واپس دادو نہیں جا سکتے جب تک کہ آپ بیعت نہ کر لیں۔ حافظ صاحب خاموش ہو گئے۔ پریذیڈنٹ صاحب نے کہا کہ آپ نے تحدی سے کہہ دیا ہے۔ میں نے کہا کہ میں نے تہجد کے نوافل میں ہر سجدہ پر حافظ صاحب کی ہدایت کے لئے دعا کی تھی خدا تعالیٰ نے ان کے کفر کو دور کر دیا ہے

حافظ صاحب کی بیعت

ہم نماز فجر ایک مسجد میں پڑھا کرتے تھے۔ جو ہندو آبادی میں آ چکی تھی۔ جب ہم نماز پڑھ رہے تھے تو حافظ صاحب بھی نماز میں شریک ہوئے اور نماز کے بعد انہوں نے کہا کہ میں بیعت کرتا ہوں مگر میری بیعت کو خفیہ رکھا جاوے۔ کیونکہ میرے والد صاحب اور بھائی صاحب دکان میں میرے ساتھ شریک ہیں۔ وہ سخت مخالفت کریں گے انہوں نے بیعت کر لی اور دادو چلے گئے میں نے ان کو دو چار روز بعد ایک خط لکھا کہ ایمان کو چھپانا نہیں چاہیئے۔ صحابہؓ کی مثالیں ان کو لکھیں۔ وہ کام کے سلسلہ میں پھر دادو سے باہر گئے ہوئے تھے اور خط ان کے والد صاحب اور بھائی صاحب نے پڑھا اور ان کو علم ہو گیا کہ حافظ صاحب احمدی ہو گئے ہیں۔ اسلئے انہوں نے حافظ صاحب

کی بیوی سے کہا کہ جب عبدالحکیم آئے تو اس سے پردہ کرنا کیونکہ وہ کافر ہو گیا ہے۔ حافظ صاحب نے مجھے خط لکھا کہ جب میں گھر آیا۔ بیوی نے پردہ کیا والد صاحب اور بھائی صاحب بولتے نہ تھے وجہ دریافت کی تو کہا کہ تم قادیانی ہو گئے ہو۔ اور کافر ہو۔ حافظ صاحب نے لکھا کہ مجھے اس وقت آپ پر سخت غصہ آیا کہ کیوں آپ نے میری بیعت کی ان کو اطلاع دی۔ جب میں نے آپ کا خط پڑھا تو سمجھا کہ خدا تعالیٰ کی حکمت یہی ہے کہ میں ایمان کو مخفیہ نہ رکھوں۔ اسلئے اُنہوں نے اقرار کیا کہ ہاں میں احمدی ہو گیا ہوں مگر آپ کی اطاعت دنیوی امور میں کروں گا۔ کچھ عرصہ بعد خدا تعالیٰ نے ان کی بیوی کو بھی مطلع کر دیا۔ اب وہ خدا کے فضل سے مخلص احمدی ہیں۔ آج کل وہ بیمار ہیں۔ احباب دعا فرماویں مولا کریم ان کو صحت کاملہ عطا فرما دے۔ خدمتِ دین کی توفیق ان کو دے۔

حیدر آباد میں مکرم ایم۔اے حافظ صاحب سٹی مجسٹریٹ تھے۔ میں ان کو تبلیغ کرنے جاتا تھا۔ وہ بہت دلچسپی لیتے تھے۔ ہر اتوار کو یا کسی اور چھٹی کے روز میں ان کے پاس جایا کرتا تھا۔ ایک روز اُنہوں نے کہا حاجی صاحب۔ ہمارے پیر صاحب سندھی ہیں۔ ان کے ہندو بھی مرید ہیں ان کو شراب کی بوتلیں بطور نذرانہ پیش کرتے ہیں۔ پیر صاحب شراب پیتے ہیں۔ ہمارے تو وہ پیر ہیں اگر آپ پسند کریں تو آپ ان سے دریافت کریں کہ وہ شراب کیوں پیتے ہیں۔ طے ہؤا کہ دوسرے اتوار کو پیر صاحب کے پاس چلیں گے۔ اتوار مقررہ کو موٹر پر پیر صاحب کے ڈیرہ پر گئے۔ حافظ صاحب نے میرا تعارف کرایا کہ یہ احمدیہ جماعت کے بزرگ ہیں۔ ان کے

سندھی پیر سے شراب کے متعلق بات چیت

حضرت صاحب کا حکم ہے کہ اپنے غرباء پر تبلیغ کرو۔ یہ پار ماہ کی رخصت لے کر یہاں آئے ہیں۔ یہ آپ سے دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ آپ شراب کیوں استعمال کرتے ہیں جبکہ شراب اسلام میں حرام ہے۔ پیر صاحب نے سندھی میں جواب دیا جس کا ترجمہ حافظ صاحب نے مجھے بتلایا کہ شراب عوام کے لئے سخت مضر ہے۔ مگر جو روحانی طور پر مضبوط ہیں ان کو شراب نقصان نہیں کرتی۔ مجھے بھی اس سے کوئی نقصان نہیں ہوتا۔ میں نے ان سے دریافت کیا کہ آپ کا مقام آنحضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے بھی بلند ہے۔ پیر صاحب نے کانوں پر ہاتھ لگایا۔ توبہ توبہ میں تو ان کا ادنیٰ غلام ہوں۔ میں نے دریافت کیا کہ کیا آنحضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم شراب استعمال کرتے تھے۔ پیر صاحب نے کہا نہیں۔ سائل نے کہا کہ اگر حضور سرورِ کائنات شراب استعمال کرتے تو ان کو ہرگز کوئی نقصان نہ پہنچتا۔ میں نے پیر صاحب کی اس غلط فہمی کو دور کیا۔ اور یہ بھی کہا کہ اگر بالفرض آپ کا یہ نظریہ صحیح مان لیا جاوے تو آپ کہتے ہیں مگر آنحضرت رسول کریم صلے اللہ [illegible] نے اسلئے شراب استعمال نہیں فرمائی کہ عوام پر بُرا اثر نہ ہو تو آپ کیوں حضور کی پیروی میں ایسا نہیں کر سکتے۔ اس پر پیر صاحب لاجواب ہو گئے۔ مکرم حافظ صاحب بہت خوش ہوئے کہ آپ نے ہمارے پیر صاحب کو لاجواب کر دیا۔

کچھ عرصہ کے بعد حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز احمد آباد جاتے ہوئے حیدر آباد میں قیام فرمایا۔ تو مکرم حافظ صاحب نے آپ کی اور آپ کے رفقاء کی دعوت کی۔ اور حضور سے درخواست کی کہ حضور یہاں لیکچر دیں۔ حضور نے ان کی درخواست منظور فرمائی۔ اور

حضرت امیر المومنین کا لیکچر حیدر آباد میں

تھیو فیکل ہال Theoropheal Hall میں حضور نے تقریر فرمائی۔ صدارت کے فرائض خود حافظ نے ادا فرمائے چونکہ آپ سٹی مجسٹریٹ تھے اس لئے [illegible] مخالف طبقہ شورش نہ کر سکا۔

حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا لیکچر ہؤا۔ مگر دوسرے روز سندھی اخبارات میں شائع ہؤا کہ حافظ صاحب سٹی مجسٹریٹ قادیانی ہو گئے ہیں۔ حافظ صاحب نے اس کی پرواہ نہ کی۔ اب وہ ریٹائر ہو چکے ہیں۔ لیکن افسوس کہ وہ سلسلہ میں داخل نہ ہوئے۔ خدا تعالیٰ ان کو ہدایت دے۔ احباب دعا فرماویں۔

والسلام

عبدالکریم احمدی عفا اللہ عنہ

معرفت پرائیویٹ سیکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ

ربوہ

موم یہ جلسہ برخاست ہؤا۔

جلسہ مصلح موعود کی خوشی میں جلسہ کے بعد نصرت گرلز سکول کی طالبات نے کھیلیں بھی کھیں۔ ہر کھیل میں اول دوئم اور سوئم آنیوالی طالبات کو لجنہ کیطرف سے انعام بھی دیا گیا۔ اس موقعہ پر جلسہ میں شریک ہونیوالی بہنوں نے حسب توفیق مدّ "مصلح موعود" ادا کیا۔ یہ رقم حضرت امیر صاحب کی خدمت میں بھجوا دی گئی۔ تاکہ وہ لجنہ اماء اللہ قادیان کی طرف سے بطور صدقہ ایک بکرا ذبح کر دیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہمارے آقا کو جلد صحت کاملہ عطا فرمائے اور حضور کو کامل والی لمبی عمر عطا فرمائے۔ آمین۔

لجنہ اماء اللہ قادیان کا کامیاب جلسہ

(بقیہ صفحہ اوّل)

ذریعہ قبل از وقت زمانے کے تغیرات کی خبریں دی تھیں۔ اور یہ بھی بتایا کہ خدا تعالیٰ نے آپ کو قرآن شریف کے ایسے علوم اور معارف عطا فرمائے جن کے ذریعہ لوگوں کو قرآن کریم کے بلند مرتبہ کا علم ہؤا۔ اور یہ بات بھی پوشیدہ نہیں کہ اس زمانہ میں کلام الٰہی یعنی قرآن کریم کو سمجھنے والا اور اس کی صحیح تفسیر [illegible] نے والا سوائے حضرت مصلح موعود ایدہ اللہ الودود کے کوئی نہیں۔ موجودہ زمانہ [illegible] کی سربلندی اور اس کی روحانی شان کے اظہار کی توفیق جو حضور ایدہ اللہ کو میسر آئی وہ صرف اور صرف ایسی صورت میں کہ خدا تعالیٰ کا سایہ آپکے سر پر تھا۔ اور اسکی نصرت اور تائیدات آپکے شاملِ حال تھیں۔

بعد ازاں محترمہ ہاجرہ بیگم صاحبہ نے پیشگوئی کے اس پہلو پر روشنی ڈالی کہ وہ زمین کے کناروں تک شہرت پائیگا۔ آپ نے اپنی تقریر میں بتایا کہ حضرت مصلح موعود کے ذریعہ سے یہ پیشگوئی بھی بڑی آب و تاب سے پوری ہوئی ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے دنیا کے تمام ممالک میں اسلام کا پیغام پہنچ چکا ہے اسلام اور احمدیت کا لٹریچر شائع ہو کر سعید روحوں کو حصارِ عافیت کی طرف بلا رہا ہے۔

اس کے بعد محترمہ رشیدہ بیگم صاحبہ نے کلام محمود سے یہ نظم پڑھی "ہے رضائے ذاتِ باری اب رضائے قادیاں" اس کے بعد مکرم مولوی محمد حفیظ صاحب بقاپوری نے پردہ کی رعایت سے مستورات میں ایک مختصر مگر جامع تقریر کی جس میں پیشگوئی مصلح موعود پر عام فہم انداز میں روشنی ڈالی اور بتایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مصلح موعود کی پیدائش سے قبل اس بات کا تحدی کے ساتھ شائع کرنا کہ خدا تعالیٰ مجھے ایسی غیر معمولی صفات کا فرزند عطا کرے گا اور پھر ایسا ہو جانا کوئی معمولی بات نہیں۔ چنانچہ اس وقت جبکہ اس پیشگوئی پر ۷۸ سال گذر رہے ہیں اس میں بتائی گئی بیش خبریاں نہایت صفائی کے ساتھ احمدیہ جماعت کے موجودہ امام کی ذات میں پوری ہو رہی ہیں۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ زندہ خدا اپنے بندوں سے کلام کرتا ہے اور اپنے بندوں کو قبل از وقت ایسی باتوں سے اطلاع دیتا ہے جو اپنے وقت میں پوری ہوتی ہیں۔

اس عظیم الشان نشانِ آسمانی کی اہمیت کو واضح کرتے ہوئے آپ نے بتایا کہ ۲۰ فروری کی پیشگوئی میں مصلح موعود کے بارہ بتایا گیا ہے کہ اس کے ذریعہ دینِ اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ ظاہر ہوگا"۔ چنانچہ یہ صورتِ حال مومنوں کے لئے کس قدر ایمان افروز اور متلاشیانِ حق کے لئے صداقت کا درخشندہ ثبوت ہے کہ اس مقدس وجود کی قیادت میں آج قریباً ساری دنیا ایک تنظیم کے تحت احمدی مبلغین اسلام کی تبلیغ کر رہے ہیں۔ جگہ جگہ مساجد تعمیر ہو رہی ہیں اور [illegible] مختلف زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم کئے جا رہے ہیں تا ان ممالک کے لوگ اپنی زبانوں میں کلام اللہ کو پڑھیں اور اس نور سے منور ہوں۔ اس طرح یہ اس اہم دینی خدمت کی توفیق پانا خدا تعالیٰ کی زبردست فعلی شہادت ہے۔

تقریر کے آخر میں آپ نے حضرت مصلح موعود کی صحت کاملہ عاجلہ اور درازیٔ عمر کے لئے خواتین میں مؤثر پیرایہ میں دعا کی تحریک کی۔

مولوی صاحب کی تقریر کے بعد محترمہ نذیرہ بیگم صاحبہ نے قدرتِ الٰہیہ کا عظیم الشان نشان پیشگوئی مصلح موعود کی الہامی عبارت میں دیئے گئے نشانات کے چھ مقاصد کی وضاحت کی۔ اوّل روحانی مردے زندہ ہو جائیں گے۔ دوم اسلام کو باقی ادیان پر فضیلت۔ سوم اہلِ حق کا غلبہ۔ چہارم اللہ تعالیٰ کے قادرِ مطلق ہونے پر واضح دلیل۔ پنجم اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ ہے۔ ششم قرآن مجید اور محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے مکذبین پر اتمامِ حجت۔

اس کے بعد امۃ القیوم صاحبہ نے درثمین سے حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کی نظم "دعائے مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں" پڑھ کر سنائی۔

آخر میں ناصرات کی دو بچیوں نے مضمون پڑھ کر سنائے۔ پہلا مضمون صاحبزادی امۃ العلیم عصمت نے زیر عنوان "مصلح موعود" پڑھ کر سنایا۔ دوسرا مضمون عائشہ صدیقہ نے پڑھا جس کا عنوان تھا "قومیں اس سے برکت پائیں گی"۔

پھر ناصرات کی بچیوں نے جو دعائیہ نظم "اے خدا دے عمر لمبی تو خلیفہ کو مرے" مل کر پڑھی۔ دوران جلسہ میں محترمہ خورشید بیگم صاحبہ، معراج سلطانہ صاحبہ اور نذیرہ بیگم صاحبہ نے بھی مل کر نظم پڑھی۔ "ہے جس کا نام مصلح موعود" یہی رہے "

بالآخر اجتماعی دعا کے ساتھ یہ

ملک کی سالمیت کیلئے تحریک دعا

(بقیہ صفحہ ۶)

۴ - قومی اتحاد و یکجہتی کی تحریک کو آگے بڑھانا

۵ - دستور ہند کے نفاذ میں جو رکاوٹیں پیدا کی جاتی ہیں انہیں دور کرنے کے لئے حکومت کو مشورہ دیں۔

تقدیر احمدیت کا ہندوستان سے تعلق

یوں تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے اپنے ملک کی وفاداری کا حکم دیا ہے لیکن ہندوستان کے احمدیوں کو یاد رکھنا چاہیئے کہ اس حکم کے علاوہ ہمارے حق میں خدا کا ایک الہام بھی ہے۔ وہ یہ کہ

"رسول اللہ پناہ گزین ہوئے قلعۂ ہند میں"

اس سے ظاہر ہے کہ تقدیر احمدیت کا ہندوستان سے گہرا تعلق ہے۔ اس لئے ہم احمدیوں کی ذمہ واری دوہری ہے ہمیں اپنے وطن کی اس رنگ میں خدمت کرنی چاہیئے کہ یہ ملک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وطن بن جائے۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہمارے دستور میں یہ خوبی موجود ہے کہ اگر صحیح طور پر ملک میں اس کا نفاذ ہو جائے تو خود بخود دیسا اسلامی ماحول پیدا ہو جائے گا۔ اس لئے ہم احمدیوں کو پوری سرگرمی کے ساتھ اس حکومت کا ہاتھ بٹانا چاہیئے۔ جو ملک میں اس دستور ہند کے نافذ کرنے کی ذمہ دار ہے۔

صلح و امن کا قیام

اس جگہ جماعت احمدیہ کو ایک اور نکتہ یاد رکھنا چاہیئے۔ وہ یہ کہ جماعت احمدیہ دنیا میں امن اور صلح قائم کرنے کے لئے پیدا کی گئی ہے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دنیا کو جو آخری پیغام دیا۔ وہ پیغام صلح ہی تھا۔ اس لئے ہماری زندگی کا سب سے بڑا نصب العین امن و صلح کا قیام ہے۔ اور امن و صلح کے راستہ میں جو چیز ہمیشہ رکاوٹ بنی ہے۔ وہ ضد اور ہٹ دھرمی ہے۔ اس لئے ہمیں قیام امن کے لئے حلم۔ ایثار۔ رواداری۔ اور بعض اوقات اپنے جائز حق سے بھی دستبردار ہونے کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔

پنڈت جواہر لال نہرو کے لئے دعا

اس کے ساتھ ہی ہم احمدیوں کو اپنے محبوب وزیر اعظم پنڈت جواہر لال نہرو کے لئے درازیٔ عمر کی بھی دعا کرنی چاہیئے

یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ جماعت احمدیہ ہمیشہ آپ کا احترام کرتی چلی آئی ہے سن ۱۹۳۶ء میں بھی جب لاہور کے شہریوں نے آپ کا بائیکاٹ کیا تو جماعت کے پانچ سو نوجوانوں نے آپ کا شایان شان استقبال کیا۔ پھر آپ نے اپنے دور وزارت میں جماعت احمدیہ کے دائمی مرکز قادیان کی جیسی حفاظت کی۔ جماعت کو نشأۃ ثانیہ حاصل کرنے میں جو مدد دی۔ جماعت کی مشکلات جس ہمدردی سے دور فرمائیں۔ اور اس جماعت کو پورے بھارت میں تبلیغ کی جو سہولتیں بہم پہنچائیں۔ جماعت احمدیہ کبھی آپ کے یہ احسانات فراموش نہیں کر سکتی۔ اور اب کہ آپ مسلسل سولہ سالوں تک ہماری سیاسی رہنمائی فرما کر ضعیف ہو گئے ہیں۔ ناشکری ہو گی اگر اس ضعیفی کے عالم میں ہم آپ کی صحت و درازیٔ عمر کے لئے دعا نہ مانگیں

ایں دعا از ما و از جملہ جہاں آمین باد

سمیع اللہ

انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی

۱۶-۲-۶۴

درخواستہائے دعا

۱ - محترم سید وزارت حسین صاحب اور ان کے تین بچے مسعود احمد، مبشرا[illegible] مختلف امتحانات دے رہے ہیں۔ احباب جماعت سے تینوں کی نمایاں کامیابی اور دینی و دنیوی ترقیات کیلئے دعا کی درخواست ہے

مرزا وسیم احمد قادیان

۲ - حضرت مولوی سید کرام الدین احمد صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پوتا عزیز سید رشید احمد سلمہ عنقریب مڈل کے آخری امتحان میں شریک ہونے والا ہے۔ بزرگان سلسلہ و احباب کرام کی خدمت میں عرض ہے کہ عزیز کی شاندار کامیابی کیلئے دردمندانہ دعا فرمائی جائے۔

۳ - جماعت احمدیہ کرڈاپلی اڑیسہ کی ایک یتیم لڑکی کے ایک رشتہ کے لئے کوشش ہو رہی ہے براہ کرم دعا فرمائی جائے کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو اپنی رحمت کے ساتھ خیر و برکت کا موجب کرے آمین۔

ناظر سید صمصام الدین احمد عفا اللہ عنہ سونگڑہ

۴ - میرا لڑکا قمر المنیر احمد العارف دوسال کی عمر کا بخار بیمار ہے احباب دعا فرماویں کہ عزیز کو مولا کریم صحت کاملہ عاجلہ اور درازیٔ عمر عطا فرمائے اور خادم دین بنائے۔ خاکسار خورشید احمد سیکرٹری مال جماعت احمدیہ گھٹیالیاں پاکستان۔

(۵) خاکسار نے تین سال کے بعد بھر تعلیم شروع کی ہے۔ سلسلہ احباب اپنی قوت حافظہ کے مضبوط ہونے اور کامیابی کیلئے دعا کی درخواست ہے۔ خاکسار مسعود خان ابن راجہ محمد مظفر [illegible] سندہ بلاری

شکریہ احباب و درخواست دعا

(بقیہ صفحہ ۴)

جیسے عارضۂ قلب کا سشبہ گذرا ہے اس کے لئے یہ ضروری ہوتا ہے کہ وہ پوری طرح کا جسمانی معائنہ کرا کے اپنی تسلی کرے۔ لہذا بہتر ہوگا کہ آپ خون اور پیشاب کا ٹیسٹ بھی کروا لیں اور الیکٹرو کارڈیو گرام مشین پر سینے کا ٹیسٹ بھی کروا لیں۔ چنانچہ اسی وقت ایک دوسرے ڈاکٹر کے پاس پہنچ کر خون اور پیشاب ٹیسٹ کروایا گیا اور پھر دس بجے سپتال [illegible] جا کر الیکٹرو کارڈیو گرام مشین سے سینے کا ٹیسٹ بھی کروایا گیا۔ اور ان معائنوں کے نتائج بھی خدا کے فضل سے بالکل صاف normal رہے۔ میں اللہ تعالیٰ کے اس فضل بے پایاں پر اس کا حضور شکر گذار ہوں۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے اس فضل کے نزول میں یقیناً مخلصین جماعت کی دعاؤں کا اثر بھی ہے۔ احباب آئندہ بھی دعائیں کرتے رہیں کہ میری زندگی جتنی بھی مقدر ہو خدمت دین میں صرف ہو۔ اور میں ایسے کام کر سکوں جن سے خدا تعالیٰ کی رضا مجھے حاصل ہو جائے۔ آمین۔

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی صحت

جیسا کہ احباب کو ان ایام میں الفضل کے ذریعہ حضور انور کی صحت کے بارہ میں اطلاع مل رہی ہوگی۔ اور احباب نے محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب کا ایک نوٹ الفضل ۸ فروری (؟) میں بھی پڑھا ہوگا جس سے احباب کو علم ہو چکا ہوگا کہ حضور انور کی صحت ان ایام میں قابل فکر حد تک کمزور ہو رہی ہے کئی روز سے حضور کو نزلہ کی تکلیف ہے اور اسی قسم کے چھوٹے چھوٹے عارضے لاحق ہوتے رہتے ہیں۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنی خلافت کے گذشتہ پچاس سالہ سنہری دور میں جماعت احمدیہ کو جو تنظیم اور اجتماعیت اور وسعت دی ہے اور اسے جس بام رفعت تک پہنچایا ہے۔ اور گویا اپنے خون سے احمدیت کی کھیتی کو سینچا ہے اور جماعت کو جس عظمت سے ہمکنار کیا ہے۔ اس کا علم جماعت کے ہر فرد کو ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ جماعت کا ہر مخلص احمدی اپنے آقا سے دلی محبت رکھتا ہے۔ اور حضور کے لئے شب و روز دعا کرتا ہے۔

لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ابھی ہماری دعاؤں میں کچھ کمی ہے اور اگر دعاؤں میں کمی نہیں تو اس سوز و درد میں ضرور کمی ہے جو اگر دعا میں شامل ہو تو وہ دعا عرش الٰہی پر پہنچ کر باب قبولیت کھلوا لیتی ہے۔ سو یہ ایام ایسے ہیں کہ احباب خاص طور پر دعائیں کریں تا کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل اور رحم سے حضور کو صحت کاملہ بخش کر حضور کا دیر ہمارے سروں پر سلامت رکھے۔ اور جماعت کا حافظ و ناصر رہے۔

خاکسار

(مرزا وسیم احمد - قادیان)

۲۴ فروری ۱۹۶۴ء

حج بیت اللہ کے لئے جانے والے احباب

ہندوستان سے اس سال حج بیت اللہ کے لئے تشریف لے جانے والے حسب ذیل دوستوں کے متعلق اطلاع موصول ہوئی ہے:-

قادیان سے

۱ - حضرت مولانا عبد الرحمان صاحب فاضل ناظر اعلیٰ و امیر مقامی قادیان

۲ - مکرم مرزا عبد اللطیف صاحب درویش قادیان

۳ - " میاں خدا بخش صاحب گجراتی درویش قادیان

چنتہ کنٹہ سے

مکرم سیٹھ محمد معین الدین صاحب خود، ان کی والدہ محترمہ اور ان کی اہلیہ صاحبہ تشریف لے جا رہے ہیں۔

ان کے علاوہ جو دوست فریضہ حج کے لئے تشریف لے جا رہے ہوں وہ بھی اپنی تاریخ روانگی سے فوری طور پر اطلاع دیں۔ نیز احباب کرام اپنے ان سب بھائیوں کو اپنی خاص دعاؤں میں یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے اس سفر کو ہر طرح سے بابرکت بنائے۔ اور سب جگہ صحت و عافیت سے رکھے۔ اور ہر طرح حافظ و ناصر ہو۔ آمین۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

دین کو دُنیا پر مقدم رکھنے کا عہد

بیعت کے وقت ہر احمدی عہد کرتا ہے کہ "میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا"۔ اس کے بعد ہر احمدی کا فرض ہو جاتا ہے کہ آخر دم تک اس عہد کو ہر جہت سے پورا کرنے کی سعی کرے۔ لیکن لو ماہی آمد لازمی چندہ جات کی پوزیشن دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اکثر جماعتوں کے افراد نے مالی ذمہ داریوں کی ادائیگی کی طرف کما حقہٗ توجہ نہیں کی۔ اور اپنے عہد بیعت کو سامنے نہ رکھنے کی وجہ سے ندرسے تساہل سے کام لے رہے ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ افراد جماعت کے بقایا کی وجہ سے اور کمی آمد کے باعث مرکز زیر بار ہے۔ جس کی وجہ سے سلسلہ کے نہایت اہم اور ضروری کاموں کی بروقت تکمیل میں تاخیر کا خدشہ ہے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس بارے میں تاکید کرتے ہوئے فرمایا کہ:۔

"دنیا میں آج تک کون سا سلسلہ ہوا ہے جو خواہ دنیوی حیثیت سے ہو یا دینی سے بغیر مال کے چل سکا ہے۔ دُنیا میں ہر ایک کام اس لئے کہ یہ عالم اسباب ہے۔ اسباب سے ہی چلایا جاتا ہے پس کس قدر بخیل اور ممسک ہے وہ شخص جو ایسے عالی مقصد کی کامیابی کے لئے ادنیٰ چیز مثل چند پیسے خرچ نہیں کر سکتا پس تم میں سے ہر ایک کو جو حاضر یا غائب ہے تاکید کرتا ہوں کہ اپنے بھائیوں کو چندہ سے خبردار کرو۔ اور ہر ایک کمزور بھائی کو چندہ میں شامل کرو۔ یہ موقعہ پھر ہاتھ آنے کا نہیں"

اگر ایسے احباب اس لئے چندہ جات میں تساہل سے کام لیتے ہیں کہ ان کے اموال میں کمی آ جائے گی۔ تو ان کی آگاہی کے لئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ارشاد درج ذیل کیا جاتا ہے:۔

"اگر کوئی تم میں سے خدا سے محبت کر کے اس کی راہ میں مال خرچ کرے گا تو میں یقین رکھتا ہوں کہ اس کے مال میں بھی دوسروں کی نسبت زیادہ برکت دی جائے گی۔ کیونکہ مال خود بخود نہیں آتا۔ بلکہ خدا کے ارادہ سے آتا ہے۔ جو شخص خدا کے لئے بعض حصہ مال چھوڑتا ہے وہ ضرور اُسے پائے گا۔ جو شخص مال سے محبت کر کے خدا کی راہ میں وہ خدمت بجا نہیں لاتا جو بجالانی چاہیئے۔ تو وہ ضرور اس مال کو کھوئے گا"

یہ ہو سکتا ہے کہ احباب اپنی ذاتی ضروریات کی بنا پر اس طرف پوری توجہ نہ دے سکے ہوں۔ اور اس وجہ سے چندہ جات بقایا ہو گئے ہیں۔ لیکن اس صورت میں یہ امر بھی قابل توجہ ہے کہ جب دین سلسلہ کو بھی مال کی ضرورت ہے۔ اور احباب کو اپنی ضروریات کے لئے بھی۔

بدیں صورت سوال پیدا ہوتا ہے کہ مقدم کس کو رکھا جائے یعنی دینی ضروریات کو یا ذاتی ضرورت کو۔ تو اس بارے میں سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ

"انسانی ضرورتیں تو ہمیشہ اس کے ساتھ لگی ہی رہتی ہیں۔ لیکن ایمان کی علامت یہ ہوتی ہے کہ سلسلہ کے کاموں کو انفرادی کاموں پر مقدم رکھا جائے ۔ ۔ ۔ ۔ مومن کی علامت تو یہ ہوتی ہے کہ اُسے کتنی بھی حقیقی ضرورت کیوں نہ درپیش ہو۔ وہ اسے دینی خدمت کے مقابلہ میں ہیچ سمجھتا ہے اور اپنی ضروریات کو دین کی ضروریات پر قربان کر دیتا ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ بس مومن خواہ مرد ہو یا عورت دین کے کاموں کو دُنیا پر ہمیشہ مقدم رکھتا ہے اور دین کے کام کو سر انجام دینے کے لئے اسے کتنی ہی تکلیف کیوں نہ پہنچے اس کے گھر کے کاموں کا کتنا بھی نقصان کیوں نہ ہو جائے۔ وہ ان باتوں کی قطعًا پرواہ نہیں کرتا"

احباب کرام! ابھی منزل آگے ہے اس لئے ہمت اور استقلال سے ہم نے زیادہ سے زیادہ مسلسل قربانیاں کر کے سابقون کی مماثلت ثابت کرنا ہے۔ چنانچہ کچھ عرصہ قبل سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایک رپورٹ پر ارشاد فرمایا کہ:۔

"جلد سے جلد ہندوستانی جماعتوں کی تنظیم کریں اور چندہ کو تین چار لاکھ روپیہ سالانہ تک لے جائیں۔ اور دو تین سال تک ہمارا جو پہلا بجٹ دس لاکھ سالانہ کا تھا اس تک پہنچا دیں یہاں تک کہ پھر مدرسہ احمدیہ اور اسکول اور کالج قادیان میں بن جائیں اور بڑا کامیاب پریس جاری ہو جائے"

یاد رکھنا چاہیئے کہ ابتلاء اور آزمائش کے دور روحانی جماعتوں کو تباہ کرنے یا ان کو مٹانے کے لئے نہیں آتے۔ بلکہ خدا تعالیٰ کی قدیم سنت کے مطابق عظیم الشان فتوحات کا پیش خیمہ ہوتے ہیں۔ مگر شرط یہ ہے کہ مومنوں کی جماعت صبر و استقلال اور ثابت قدمی کے ساتھ اپنی قربانیاں پیش کرتی چلی جائے۔ پس ضرورت ہے کہ ہم موجودہ امتحان کے دور میں صبر و رضا کا عملی نمونہ پیش کرتے ہوئے اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں اور صحیح رنگ میں دین کو دنیا پر مقدم رکھتے ہوئے اپنے وعدہ بیعت کو پورا کریں۔

پھر ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اپنے اندر ایک نئی روح ایک نیا جوش اور نیا عزم پیدا کر کے اپنی جماعت کے ہر فرد کو منظم کریں تا کہ کسی جماعت میں کوئی ایک فرد بھی ایسا نہ رہ جائے جو نادہندیا بقایا دار رہے۔ یا اپنے چندوں کی ادائیگی میں بے شرح یا بے قاعدہ ہو۔ اور نہ صرف یہ کہ جملہ احباب لازمی چندوں کو باقاعدگی سے ادا کریں۔ بلکہ طوعی تحریکات میں بھی احباب زیادہ سے زیادہ حصہ لے کر ثواب حاصل کریں۔

اللہ تعالیٰ جملہ احباب کو اپنی رضا کی راہوں پر چلا کر زیادہ سے زیادہ خدمات دینیہ کی توفیق بخشے۔ آمین۔

ناظر بیت المال قادیان

شکرانہ فنڈ

انسان کا خاصہ ہے کہ وہ مختلف خوشی کی تقاریب پر مثلاً نکاح کے موقعہ پر رشتہ داری پر، بچہ کی پیدائش پر، مکان کی تعمیر پر۔ امتحان میں کامیاب ہونے پر، حادثات سے محفوظ رہنے اور غموں سے نجات پانے کے مواقع پر اللہ تعالیٰ کے حضور شکرانہ کے طور پر کچھ نہ کچھ نذرانہ پیش کرتا ہے۔

احباب جماعت کو چاہیئے ایسے مواقع پر محاسب صاحب قادیان کے نام "شکرانہ فنڈ" میں کچھ نہ کچھ بھجوا کر اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے بنیں۔

ناظر بیت المال قادیان

درخواست دعا

میرے دو بچے اس مرتبہ میٹرک کا امتحان دے رہے ہیں۔ احباب سے بچوں کی نمایاں کامیابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

خاکسار مختار احمد ہاشمی دفتر خدمت درویشان

ربوہ

خبریں

نئی دہلی ۲۴ فروری۔ آج لوک سبھا میں وزیر دفاع مسٹری چوان نے یقین دلایا کہ بھارت اب کسی نئے چینی حملہ کا مقابلہ کرنے کے لئے فوجی طور پر کافی طاقتور ہے۔ سوال کا جواب دیتے ہوئے انہوں نے کہا کہ سرحد پر چین کا جو خطرہ ہے اس کا ہم نے بالکل ٹھیک جائزہ لیا ہے۔ انہوں نے اس خیال سے اتفاق کیا کہ چینیوں نے کولمبو تجاویز کی واضح طور پر خلاف ورزی کی ہے اس سے پہلے نائب وزیر دفاع مسٹری ڈی۔ آر چاون نے شری نیپال سنگھ کے سوال کے جواب میں بتایا کہ بھارت چین سرحد کے ساتھ ساتھ چینی فوجوں کا اجتماع جاری ہے۔ لیکن سیکیورٹی وارانہ کی پوزیشن کا احتساب ہم برابر عامہ کے مفاد کے حق میں نہیں بتایا۔ پوچھا گیا کہ آیا بھارتی فوجیں اب میکموہن لائن تک بھیجی جا رہی ہیں۔ اس کے جواب میں وزیر دفاع نے کہا کہ حکومت ضروری اور مناسب اقدام کر رہی ہے۔

نئی دہلی ۲۴ فروری۔ بھارت کے وزیر تعلیم مسٹری چھاگلہ نے جنہوں نے سکیورٹی کونسل میں مسئلہ کشمیر پر بحث میں بھارتی وفد کی رہنمائی کی تھی آج لوک سبھا کے ایک بیان میں کہا کہ ہم نے جموں و کشمیر میں رائے شماری کے خیال کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے زمین میں گہرا دفن کر دیا ہے۔ ہم نے صاف کہا کہ کشمیر قانونی اور آئینی طور پر بھارت کا حصہ ہے آپ نے کہا کہ برطانوی نمائندہ سر پیٹرک ڈین نے کونسل میں جو تقریر کی تھی وہ قابلِ اعتراض تھی۔

نئی دہلی ۲۴ فروری (بذریعہ ٹیلیفون۔ نامہ نگار بدر سے) آج لوک سبھا میں شری ناتھ پائی کی ایک تحریک التوا پر فیصلہ کے سلسلے ضابطہ کاری رعایت نہ دیئے جانے کے خلاف بطور پروٹسٹ پرجا سوشلسٹ کمیونسٹ اور جن سنگھ ممبر ہاؤس سے واک آؤٹ کر گئے۔ تحریک التوا کا تعلق کشمیر میں جنگ بندی لائن پر بھارتی علاقہ میں پاکستانی فوجوں کے بھارتی پولیس کی گشتی پارٹی پر گھات لگا کر حملہ کرنے سے تھا۔ تحریک التوا سے پہلے وزیر دفاع مسٹری چوان نے ایک بیان دیا۔ جس میں واضح طور پر کہا گیا کہ گھات لگا کر حملہ جنگ بندی لائن کے بھارتی علاقہ کی طرف ہوا۔ انہوں نے بتایا کہ پارٹی کے ۲۵ ممبروں میں سے صرف دو ممبر واپس آئے ہیں یہ خیال ہے کہ پارٹی کے بعض لاپتہ ممبر ہلاک ہو گئے ہیں یا پکڑے گئے ہیں۔

نئی دہلی ۲۴ فروری۔ پاکستانی فوجوں کی طرف سے کشمیر میں جنگ بندی لائن کی ایک شدید خلاف ورزی کئے جانے کی اطلاع ملی ہے۔ بھارت سرکار نے اس سلسلہ میں اتحادی سبھا کے مشاہدوں کے پاس زوردار پروٹسٹ کیا ہے۔ ڈیفنس منسٹری کے ایک ترجمان نے کل رات اخباری نمائندوں کو بتایا کہ مقبوضہ کشمیر میں تعینات پاکستانی فوجیں لائٹ مشین گنوں اور سٹین گنوں سے مسلح ہو کر کشمیر میں جنگ بندی لائن کو پار کر کے کیرن کے قریب بھارتی علاقہ میں گھس آئیں۔ انہوں نے ایک بھارتی گشتی دستہ پر حملہ کیا۔ پولیس کے اس دستہ میں ایک سب انسپکٹر اور کچھ دوسرے ممبران شامل تھے۔

راولپنڈی ۲۴ فروری۔ صدر ایوب اور مسٹر چو این لائی کے مشترکہ بیان کے متعلق کل سے کئی طرح کی قیاس آرائیاں شروع تھیں۔ ان کے مدِنظر پاکستان نے اسے مقررہ وقت سے پہلے ہی شائع کر دیا ہے سیاسی حلقوں میں یہ کہا جا رہا تھا کہ مسٹر چو این لائی کشمیر کے سوال پر پاکستان کی ہمنوائی کے لئے تیار نہیں ہوئے۔ نیز انہوں نے اپنی حمایت کے لئے پاکستان سرکار سے قیمت طلب کی ہے۔ چنانچہ کل شام وزیر خارجہ مسٹر بھٹو نے "صحیح پوزیشن" واضح کرنے کے لئے صدر ایوب اور مسٹر چو این لائی کی بات چیت کے متعلق مشترکہ بیان ایک پریس کانفرنس پڑھ کر سنایا۔ بیان میں لکھا ہے کہ چین اب کشمیر میں رائے شماری کرانے کے متعلق پاکستان کے مطالبہ کی حمایت کرتا ہے۔ مشترکہ بیان میں یہ امید ظاہر کی گئی ہے کہ کشمیر کا جھگڑا کشمیر کے لوگوں کی خواہشات کے مطابق حل کیا جائے گا۔ جیسا کہ بھارت اور پاکستان نے ان کے ساتھ وعدہ کر رکھا ہے۔ بیان میں بھارت اور چین کے سرحدی جھگڑے کا بھی ذکر ہے اس سلسلہ میں لکھا ہے کہ دونوں لیڈر اس بات پر متفق ہیں کہ بھارت چین کا سرحدی جھگڑا بات چیت کے ذریعے پُر امن طریقہ سے حل کیا جانا چاہیئے۔ اور یہ حل کیا جا سکتا ہے۔ بڑے پیمانہ کی جنگی تیاریاں بین الاقوامی اقتصادیات کا کبھی حل نہیں بن سکیں۔ ان سے محض نئی کشیدگی پیدا ہوتی ہے۔ اور لوگوں پر زیادہ بوجھ پڑتا ہے۔ عالمی امن کے مفادات اور ایشیاء کے لوگوں کی بہبودی کے لئے ان جھگڑوں کا جلد تصفیہ ہونا ضروری ہے۔

لاہور ۲۴ فروری۔ وزیر اعظم چین مسٹر چو این۔ لائی نے آج مغربی پاکستان اسمبلی سے خطاب کرتے ہوئے کہا کشمیر کا جھگڑا ریاست کے لوگوں کی رائے سے حل کرنا چاہیئے۔ جیسا کہ بھارت اور پاکستان نے ریاست کے لوگوں کے ساتھ وعدہ کیا تھا۔ آپ نے کہا کہ تمام جھگڑے دوستانہ بات چیت کے ذریعہ حل ہونے چاہئیں جھگڑے حل کرنے کے لئے جنگ کرنا یا اپنا نظریہ دوسروں پر ٹھونسنا بُرا ہے۔ اس سے بھی بُرا ہے۔ دوسروں کے بل بوتے پر ڈرانے دھمکانے کی کوشش کرنا۔ ان الفاظ سے مسٹر چو کا اشارہ بھارت کی طرف تھا۔

دعائے خاص کی درخواست

۱۔ چوہدری نور احمد خاں صاحب پریذیڈنٹ حلقہ سول لائن لاہور کی شادی پر ایک لمبا عرصہ گزر چکا ہے مگر وہ اولاد سے محروم ہیں۔ بزرگانِ سلسلہ و درویشان کرام سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے چوہدری صاحب موصوف کو نیک صالح لمبی عمر پانے والی اولاد سے نوازے۔ آمین۔

خاکسار

مختار احمد ہاشمی دفتر خدمت درویشان ربوہ

۲۔ مکرم دفعدار محمد عبد اللہ صاحب درویش قادیان جلسہ سالانہ پر ربوہ تشریف لے گئے تھے۔ وہاں سخت بیمار ہو گئے۔ اب اطلاع ملی ہے کہ موصوف میو ہسپتال لاہور میں بغرض علاج داخل ہو گئے ہیں۔ احباب جماعت سے دردمندانہ دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے مخلص درویش بھائی کو اپنے فضل سے جلد صحت کاملہ عطا فرمائے اور بخیریت دارالامان لائے۔ آمین

(ایڈیٹر بدر)

دو قابلِ مطالعہ قیمتی کتابیں

(۱) اُم الالسنہ

حضور اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے دعوےٰ فرمایا تھا کہ عربی زبان تمام زبانوں کی ماں اور منبع ہے۔ یہ دعوےٰ علم لسانیات کے ماہرین کی تحقیق اور رائے کے بالکل خلاف تھا۔ پچاس سال کا عرصہ گزرنے کے بعد حضور کے ایک غلام شیخ محمد احمد صاحب مظہر کو خدا تعالیٰ نے یہ توفیق بخشی کہ وہ اس دعویٰ کو علم لسانیات کے اصولوں اور قواعد سے ثابت کر دکھائیں۔ آپ کی یہ مایہ ناز تحقیق ادارہ ریویو آف ریلیجنز نے

"Arabic The Source of all Languages"

کے نام سے شائع کی ہے۔ کتاب نہایت عمدہ کاغذ پر عمدہ چھپائی سے شائع کی گئی ہے۔

قیمت صرف دس روپیہ علاوہ محصول ڈاک۔

مینیجنگ ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز

(۲) Islam meets The Modern Challenge

مکرم صوفی عبد الغفور صاحب کی مایہ ناز تصنیف۔

قیمت صرف ایک روپیہ۔ علاوہ محصول ڈاک۔

مینیجنگ ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز۔ ربوہ

درخواستِ دعا

میرا لڑکا میاں تحمل علی خاں اس سال میٹرک کا امتحان دے رہا ہے اس کی کامیابی کے واسطے بزرگانِ سلسلہ و درویش بھائیوں کی خدمت میں درخواست دعا ہے۔

خاکسار معین الدین خاں

ساکن کیرنگ